بچوں کا احتساب
اے میرے بیٹے
پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی

بچوں کا احتساب

(اے میرے بیٹے)

پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی

اسلام آباد میں ملنے کا پتہ

النور -------- Ph:2106400

قیمت ———————— ۸۵ روپے

پاکستان میں ملنے کا پتہ

مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

Ph:7351124 - 7230585

موضوعات

صفحہ نمبر

پیش لفظ

مبحث اول

بچوں کو نیکی کا حکم دینا:

۱

بچوں کے تین اوقات میں اجازت طلب کرنے کے متعلق ارشاد ربانی

۲

مطلقہ بچی کی عدت کا تین ماہ ہونا

۳

یہودی بچے کو اسلام لانے کا حکم مصطفوی ﷺ

۴

۵

عم زاد نابالغ بھائی کو احترامِ اوامر ونواہی کا حکم نبوی ﷺ

-دلیل:

٦

بچوں کو نماز کا حکم دینا

-دو دلیلیں:

۹

صحابہ ﷺ کا بچوں کو روزے رکھنے کا حکم

۲
بچے کے کچھ سر کو منڈھوانے
اور کچھ نہ منڈھوانے کی ممانعت

۳
یہودیوں کے مشابہ بچوں کے
بالوں پر انس رضی اللہ عنہ کا احتساب

۴

نبی کریم ﷺ کا بچی کو آپ ﷺ کی طرف
علم غیب منسوب کرنے پر ٹوکنا

۵

نبی ﷺ کا چھوٹے چچیرے بھائی کو نماز میں
بائیں جانب کھڑے ہونے سے روکنا

۶
نبی ﷺ کا عم زاد چھوٹے بھائی کو نماز میں سونے سے روکنا

۷
ابن عمر رضی اللہ عنہما کا نوعمر بیٹے کی نماز میں غلطی پر احتساب

۱۴

صحابہ رضی اللہ عنہم کا بچوں کے ریشمی لباس کو اتار پھینکنا

۱۵

عائشہ رضی اللہ عنہا کا بچی کی آواز والی پازیبوں پر احتساب

۱۶ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بچے کی سونے کی انگوٹھی پر احتساب

۱۷ سلف صالحین کا بغرض تادیب یتیم کو مارنا

خاتمہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّآتِ أَعْمَالِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّم .

﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ ءَامَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾[1]

﴿يٰأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوْا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾[2]

﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ ءَامَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ☆ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمٰلَكُمْ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾[3]

---

[1] سورہ آل عمران / الآیة ۱۰۲.

[2] سورۃ النساء / الآیة ۱.

[3] سورہ الأحزاب / الآیتان ۷۰ - ۷۱.

اَمّا بَعد! اللہ عزوجل نے امت اسلامیہ کو [خیر امۃ] [بہترین امت] کے لقب سے نوازا۔ امت کے اس عظیم الشان اعزاز پانے کے اسباب میں سے ایک سبب یہ ٹھہرایا کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾[1]

[ترجمہ: تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو، اور بری باتوں سے روکتے ہو، اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔]

لیکن مقام افسوس ہے کہ امت میں سے بہت سے افراد اس فریضہ کی سرانجام دہی میں کوتاہی اور غفلت کا شکار ہیں۔ اس بارے میں ان کے تساہل اور کاہلی کا اظہار روزمرّہ زندگی کے متعدد گوشوں اور پہلوؤں میں ہوتا ہے، اس کے متعلق ان کی غفلت کا ایک پہلو یہ ہے کہ وہ بچوں کو نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا فریضہ کما حقہ ادا نہیں کرتے۔ اپنی اس کوتاہی کی پردہ پوشی کے لیے وہ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ بچے ابھی چھوٹے ہیں۔

والدین اور دیگر سرپرست حضرات کی اس غلط سوچ اور نامناسب طرز عمل کے

---

[1] سورة آل عمران / جزء من الآية ۱۱۰. قاضی ابن عطیہ اندلسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر آیت میں تحریر کیا ہے: امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور ایمان باللہ کی شرائط کو پورا کرنے والا ہی اللہ تعالیٰ کی جانب سے امت کے لیے مقرر کردہ اس بہتری میں سے اپنا حصہ حاصل کرتا ہے۔ (المحرر الوجيز ۱۹۵/۳) . نیز ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب: الحسبة: تعريفها ومشروعيتها ووجوبها ص ۳۸ - ۳۰ .

سبب اور کچھ دیگر عوامل کی وجہ سے مسلمان گھرانوں کے بچوں کی ایک بڑی تعداد شر کی محبت اور خیر سے نفرت کے ساتھ پروان چڑھ رہی ہے، وہ غلط کاموں کے رسیا اور نیکی سے دور رہنے کے عادی بن رہے ہیں، کتنے ہی مسلمان بچے، بچیوں کا روپ اختیار کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، اور بچیاں، بچوں ایسی وضع قطع بنانے کی فکر میں مگن دکھائی دیتی ہیں، بالوں کی خراش تراش اور لباس کی وضع قطع میں یہود ونصاریٰ کی مشابہت کو باعثِ عزت تصور کرتے ہیں، مشرق ومغرب کے شرم وحیا سے عاری مردوں اور عورتوں کے گندے بول بولنے، اور ان کی آوازوں اور سروں کے ساتھ اچھلنے کودنے کو باعثِ فخر سمجھتے ہیں۔

بعض والدین بچوں کے سن بلوغت کو پہنچنے کے بعد اسی طرز عمل کو اپنانے پر اصرار کی وجہ سے اظہار تاسف اور ندامت بھی کرتے ہیں، اور کچھ اصلاح احوال کی خاطر کوشش بھی کرتے ہیں لیکن عام طور پر ان کی کدوکاوش بے کار ثابت ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا صورت حال کے پیش نظر [بچوں کو نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے] کے فریضے کی اہمیت کو جاننے پہچاننے اور مسلمان والدین کو اس سے آگاہ کرنے کی غرض سے بندہ ناتواں نے مولائے علیم وحکیم کی توفیق سے [بچوں کا احتساب] کے عنوان سے یہ کتاب ترتیب دینے کا عزم کیا۔

چار سوالات:

مولائے رحمٰن ورحیم کی توفیق سے اس کتاب میں درج ذیل چار سوالات کے جوابات دینے کی کوشش کی گئی ہے:

۱: کیا بچوں کو نیکی کا حکم دینا شرعاً ثابت ہے؟ کیا ہمارے نبی کریم ﷺ اور حضرات صحابہ ؓ بچوں کو نیکی کا حکم دیا کرتے تھے؟

۲: کیا بچوں کو برے کاموں سے روکنا ثابت ہے؟ کیا ہمارے نبی محترم ﷺ اور حضرات صحابہ ؓ بچوں کو غلط کاموں سے روکنے کا اہتمام کیا کرتے تھے؟

۳۔ بچوں کا احتساب کرتے ہوئے کون سے درجات، اسالیب اور وسائل استعمال کیے جائیں؟

۴: بچوں کا احتساب کون کرے؟

کتاب کی تیاری میں پیش نظر باتیں:

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کتاب کی تیاری میں درج ذیل باتوں کا اہتمام کرنے کی سعی کی گئی ہے:

۱: اس کتاب کی اساس اور بنیاد کتاب وسنت ہے۔

۲: احادیث شریفہ کو ان کے اصلی مراجع سے نقل کیا گیا ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے علاوہ دیگر کتب حدیث سے منقولہ احادیث کے متعلق علمائے امت کے اقوال پیش کیے گئے ہیں، صحیحین کی احادیث کے ثبوت پر اجماع امت کے سبب ان کے بارے میں علماء کے اقوال کو ذکر نہیں کیا گیا۔[1]

۳: آیات کریمہ اور احادیث شریفہ سے استدلال کرتے وقت تفاسیر اور شروح

---

[1] اس بارے میں تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: مقدمة النووي رحمه الله لشرحه على صحيح مسلم ص ١٤ ؛ ونزهه النظر في توضيح نخبة الفكر للحافظ ابن حجر رحمه الله ص ٢٩ .

حدیث سے استفادہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۴: بچوں کے احتساب کے متعلق نبی کریم ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے اہتمام پر دلالت کرنے والے بعض واقعات نقل کیے گئے ہیں۔

۵: تفصیلی معلومات سے آگاہی کے خواہش مند حضرات کے لیے کتاب کے آخر میں مراجع کے متعلق تفصیلی معلومات درج کی گئی ہیں۔

خاکۂ کتاب:

مولائے کریم کے فضل و کرم سے کتاب کو درج ذیل انداز سے ترتیب دیا گیا ہے:

- پیش لفظ
- مبحث اوّل: بچوں کو نیکی کا حکم دینا
- مبحث ثانی: بچوں کو برائی سے منع کرنا
- خاتمہ:
  - خلاصہ کتاب
  - اپیل

عنوان کتاب کی تشریح:

کتاب کے عنوان [بچوں کا احتساب] کو اچھی طرح سمجھنے کے لیے درج ذیل دو الفاظ کی تشریح ملاحظہ فرمائیے:

۱: لفظ [بچوں] سے مراد:

یہ عربی زبان کے لفظ [اَطْفَالٌ] کا ترجمہ ہے، اور اس کا واحد [طِفْلٌ] بچہ ہے۔ اور عربی زبان میں لفظ طفل پیدائش سے لے کر بالغ ہونے کی عمر تک کے بچے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر کیا ہے: ''اَلطِّفْلُ وَالطِّفْلَةُ : اَلصَّغِيْرَانِ مَا لَمْ يَبْلُغَا قَالَ الْوَاحِدِيُّ: قَالَ أَبُوْ الْهَيْثَمِ : "اَلصَّبِيُّ يُدْعٰى طِفْلاً مِنْ حِيْنَ يَسْقُطُ مِنْ بَطْنِ أُمِّهِ إِلٰى أَنْ يَحْتَلِمَ".''[1]

''[طفل] [بچہ] اور [طفلة] [بچی] سن بلوغت کو پہنچنے سے پہلے کی عمر کے بچوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ واحدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا ہے کہ ابو الہیثم رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا: ''ماں کے پیٹ سے نکلنے سے لے کر بالغ ہونے تک کی عمر کے بچے کو [طفل] کہا جاتا ہے''۔

۲: لفظ [احتساب] کا مقصود:

اس سے مراد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔[2]

اور [المعروف] سے مراد ہر وہ عمل ہے جس کی اچھائی اور خوبی پر عقل سلیم یا

---

[1] ''تحریر الفاظ التنبیہ" أو "لغة الفقه" ص ۲٦٠؛ نیز ملاحظہ ہو: النهاية في غريب الحديث والأثر للعلامة ابن الأثير ، مادة "طفل" ۳/۱۳۰ ؛ و"لسان العرب المحيط" للعلامة ابن منظور ، مادة "طفل" ۲/۵۹۹ ؛ و"المصباح المنير" للعلّامة أحمد بن محمد الفيومي ، مادة "طفل" ص ۱٤۲.

[2] ملاحظہ ہو: الأحكام السلطانية للإمام الماوردي رحمه الله تعالىٰ ص ۲٤٠ اور راقم السطور کی کتاب: الحسبة : تعريفها ؛ ومشروعيتها ووجوبها ص ۱٠-۲٠ .

شریعت دلالت کرے[1] اللہ تعالیٰ، فرشتوں، آسمانی کتابوں، رسولوں، نبیوں، روز قیامت، اور تقدیر پر ایمان لانا، پانچوں نمازیں وقت پر باجماعت ادا کرنا، زکاۃ ادا کرنا، روزے رکھنا، حج کرنا، سچ بولنا، ایفائے عہد کرنا، والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا، غریبوں کی مدد کرنا، نیکی کے کاموں میں تعاون کرنا وغیرہ سب اعمال [المعروف] میں شامل ہیں۔[2]

اور [المنکر] سے مراد ہر وہ عمل ہے جس سے شریعت نے منع کیا ہو۔[3] سب سے بڑی برائی شرک ہے، ناحق کسی کو قتل کرنا، بدکاری کرنا، ناجائز طریقے سے کسی کا مال کھانا، جھوٹ بولنا، چوری کرنا، نشہ آور چیزیں استعمال کرنا، غیبت کرنا، کسی کا تمسخر اڑانا، بدعات کا ارتکاب کرنا، وغیرہ یہ سب باتیں [المنکر] میں داخل ہیں۔[4]

مذکورہ بالا بیان کی روشنی میں عنوان کتاب [بچوں کا احتساب] سے مراد یہ ہے کہ نابالغ بچوں اور بچیوں کو ایسی باتوں کا حکم دینا جنہیں عقل سلیم یا شریعت اسلامیہ نے بھلا اور اچھا قرار دیا ہے، اور انہیں شریعت کی منع کردہ باتوں سے روکنا۔

بچوں کے احتساب کے لیے ضروری نہیں کہ انہیں مارا پیٹا جائے، یا ان کی ڈانٹ

---

[1] ملاحظہ ہو: المفردات في غريب القرآن للإمام الأصفهاني رحمه الله تعالىٰ، مادة "عرف"، ص ۳۳۱؛ ونصاب الاحتساب للشيخ السنامي رحمه الله ص ۹۱.

[2] ملاحظہ ہو: الأمربالمعروف والنهى عن المنكر لشيخ الإسلام ابن تيميه رحمه الله ص ۱۵-۱٦.

[3] ملاحظہ ہو: أحكام القرآن للإمام ابن العربي ۳/۱۷۳؛ وتفسير القرطبي ۱۰/۱٦۷.

[4] ملاحظہ ہو: الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر لشيخ الإسلام ابن تيميه رحمه الله ص ۱٦-۱۷.

ڈپٹ کی جائے، بلکہ حالات کے مطابق پیار وشفقت سے بھی یہ فریضہ ادا کیا جائے گا اور بوقت ضرورت سختی بھی استعمال کی جائے گی۔[1]

عنوان کتاب کا مقصود یہ ہے کہ کسی نہ کسی طریقے سے بچوں کا احتساب کیا جائے۔

شکر و دعا:

بندہ ناتواں اپنے علیم وحکیم رب کا شکر گزار ہے کہ اس نے اس موضوع کے متعلق قلم اٹھانے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس کتاب میں اگر کچھ خیر اور خوبی ہے تو صرف اس کے ہی فضل وکرم سے ہے۔ اور جو خطا اور خامی ہے وہ میری اور شیطان کی جانب سے ہے اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ اس سے بری الذمہ ہیں۔

رب ذوالجلال کے حضور اپنے محترم والدین کے لیے دست بدعا ہوں: ﴿رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا﴾ کہ انہوں نے ہم بہن بھائیوں کے احتساب کے لیے اپنی استطاعت کے بقدر خوب محنت اور کوشش کی۔

اپنے دو معزز ساتھیوں اور بھائیوں پروفیسر ڈاکٹر زید بن عبدالکریم الزید اور پروفیسر ڈاکٹر سید محمد ساداتی الشنقیطی کے لیے دعا گو ہوں کہ کتاب کی تیاری میں ان کے قیمتی مشوروں سے استفادہ کیا گیا۔

اپنے عزیز القدر بیٹوں حافظ حماد الٰہی، حافظ سجاد الٰہی، عباد الٰہی اور عزیزات القدر بیٹیوں کے لیے دعا گو ہوں کہ انہوں نے کتاب کی مراجعت میں خوب تعاون

---

[1] احتساب کے مختلف درجات کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لیے ملاحظہ ہو: إحياء علوم الدين للعلامة الغزالي ۳۲۹/۲ ؛ ومختصر منهاج القاصدين للعلامة ابن قدامة ص ۱۳۵-۱۳۶ ؛ وتنبيه الغافلين للشيخ ابن النحاس ص ۴۷-۶۰.

کیا۔ اپنی اہلیہ اور ساری اولاد کے لیے دعا گو ہوں کہ انہوں نے میری مصروفیات کا خیال رکھا اور مقدور بھر میری خدمت کی۔ جَزَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى جَمِيْعًا خَيْرُ الْجَزَاءِ فِي الدَّارِيْنَ ۔

رب حی و قیوم اس کتاب کو میرے اور سب قارئین کے لیے ذریعہ نجات بنا دے۔ إِنَّهُ سَمِيْعٌ مُّجِيْبٌ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَى نَبِيِّنَا وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَتْبَاعِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ ۔

مبحث
اوّل

بچوں کو نیکی کا حکم دینا

تمہید:

قرآن کریم سے بچوں کو نیکی کا حکم دینا ثابت ہے۔ ہمارے رسول کریم ﷺ نے بھی اس بارے میں امت کو تاکید فرمائی۔ آنحضرت ﷺ خود بھی بچوں کو نیکی کا حکم دینے کا بہت اہتمام فرماتے۔ حضرات صحابہ ؓ بھی اس کے متعلق خصوصی توجہ فرماتے۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس مبحث میں درج ذیل عنوانوں کے ضمن میں اس بارے میں دس ادلہ اور شواہد پیش کیے جارہے ہیں۔

۱: بچوں کو تین اوقات میں اجازت طلب کرنے کے متعلق ارشاد ربانی۔

۲: مطلقہ بچی کی عدت کا تین ماہ ہونا۔

۳: یہودی بچے کو اسلام لانے کا حکم مصطفوی ﷺ۔

۴: نبی کریم ﷺ کا ابن صیّاد کو دعوتِ اسلام دینا۔

۵: چچیرے نابالغ بھائی کو اوامر ونواہی کے احترام کا حکم نبوی ﷺ۔

۶: بچوں کو نماز کا حکم دینا۔

۷: مہمان بچے کی نماز کے متعلق اہتمام مصطفوی ﷺ۔

۸: بچوں کو حکمِ نماز دینے کے متعلق سلف کا اہتمام۔

۹: صحابہ ؓ کا بچوں کو روزے کا حکم دینا۔

۱۰: ام سلیم رضی اللہ عنہا کا اپنے بیٹے کو کلمہ شہادت کی تلقین کرنا۔

❁❁❁❁❁❁

بچوں کے تین اوقات میں اجازت طلب کرنے کے متعلق ارشاد ربانی

بچوں کو نیکی کا حکم دینے کے دلائل میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو تلقین فرمائی کہ وہ اپنے بچوں کو اس بات کا حکم دیں کہ وہ تین اوقات میں ان کے ہاں جانے سے پہلے اجازت طلب کریں۔

دلیل:

رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لِيَسْتَئْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوْا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْآيٰتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾[1]

[ترجمہ: اے اہل ایمان! تمہارے غلام اور تمہارے نابالغ [بچے] تین اوقات میں تم سے اجازت طلب کریں: نماز فجر سے پہلے، اور جب تم ظہر کے وقت اپنے کپڑے اتارتے ہو، اور نماز عشاء کے بعد۔ یہ تینوں اوقات تمہاری خلوت اور پردہ کے ہیں۔ ان [اوقات] کے بعد تم پر اور ان پر کوئی گناہ نہیں، تم ایک دوسرے

[1] سورة النور /الآية ۵۸.

کے پاس بکثرت آنے جانے والے ہو، اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لیے اپنی آیات کوکھول کھول کر بیان کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ پورے علم اور کامل حکمت والا ہے]

تفسیر آیت کریمہ:

علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ کی تفسیر میں تحریر کیا ہے: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ ادب سکھایا ہے کہ وہ ان تین اوقات کے متعلق، جن میں عام طور پر لوگ اپنے گھروں میں ستر پوشی کا اہتمام نہیں کرتے، اپنے غلاموں اور نابالغ بچوں کو تلقین کریں کہ وہ ان کے ہاں داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کریں۔[1]

شیخ ابن عاشور رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر آیت کریمہ میں قلم بند کیا ہے: اگرچہ صیغہ امر تو غلاموں اور بچوں کے لیے ہے، لیکن خطاب اہل ایمان کے لیے ہے، اور معنی یہ ہے کہ تم اپنے غلاموں اور نابالغ بچوں کو حکم دو کہ وہ تمہارے پاس [ان تین اوقات میں] اجازت لینے کے بعد آئیں، کیونکہ گھر کے بڑوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے چھوٹوں کو ادب سکھلائیں۔[2]

یہ حکم کس عمر میں دیا جائے؟

بعض علمائے امت رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس سوال کا

[1] ملاحظہ ہو: تفسیر القرطبي ۱۲/ ۳۰۴؛ نیز ملاحظہ ہو: زاد المسیر ۶/۶۲؛ وتفسیر ابن کثیر ۳/۳۳۳.

[2] ملاحظہ ہو: تفسیر التحریر والتنویر ۱۸/۲۹۲-۲۹۳؛ نیز ملاحظہ ہو: دقائق التفسیر ٤/٤٢٧-٤٢٨.

جواب دیا ہے۔ مثال کے طور پر علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابو اسحاق فزاری سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

''قُلْتُ لِلْأَوْزَاعِيْ : مَا حَدُّ الطِفْلِ الَّذِيْ يَسْتَأْذِنُ .''

''میں نے [امام] اوزاعی سے دریافت کیا: بچہ کس عمر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کرے؟''

''قَالَ : "أَرْبَعَ سِنِيْنَ".''

''انہوں نے جواب دیا: ''چار سال کی عمر میں''۔

قَالَ : "لَا يَدْخُلُ عَلَى امْرَأَةٍ حَتَّى يَسْتَأْذِن".

انہوں نے یہ بھی فرمایا: ''[اس عمر کا بچہ] بلا اجازت کسی عورت کے ہاں نہ جائے''۔[1]

علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام زہری سے بھی ایسا ہی قول نقل کیا ہے۔[2]

بعض علمائے امت رحمہم اللہ تعالیٰ کی تحریروں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جب بچہ سن تمیز کو پہنچ جائے تو ان تین اوقات میں اپنے گھر والوں کے ہاں آنے سے پیشتر اجازت طلب کرے۔[3]

بچوں کو دیگر شرعی اعمال کا حکم دینا:

بعض علمائے امت نے بیان کیا ہے کہ اس

---

[1] تفسير القرطبي ١٢/٣٠٨ .

[2] ملاحظہ ہو: المرجع السابق ١٢/٣٠٨ .

[3] ملاحظہ ہو: المغني ٩/٤٩٦ ؛ ودقائق التفسير ٤/٤٢٨ .

آیت کریمہ سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ نابالغ بچوں کو شریعت اسلامیہ کے دیگر احکام کی پابندی کی بھی تلقین کی جائے تاکہ وہ سن بلوغت کو پہنچنے تک ان کی پابندی کے عادی ہو جائیں، اور بالغ ہونے کے بعد ان اعمال کا کرنا ان کے لیے آسان اور سہل ہو جائے۔ اس بارے میں علامہ رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر کیا ہے: ''یہ آیت اس بات پر دلالت کناں ہے کہ عقل و شعور رکھنے والے غیر بالغ بچوں کو شریعت کی دوسری باتوں کے کرنے کا حکم دیا جائے، اور برے کاموں سے روکا جائے، کیونکہ [ایسے بچوں کو] اللہ تعالیٰ نے ان اوقات میں اجازت طلب کرنے کا حکم دیا ہے''۔[1]

انہوں نے یہ بھی لکھا ہے: اس عمر میں بچے کو شرعی اعمال بجالانے کا حکم اس لیے دیا جاتا ہے تاکہ وہ انہیں سیکھ جائے، ان کا کرنا اس کی طبیعت میں داخل ہو جائے، بالغ ہونے کے بعد ان کا بجالانا آسان ہو جائے، اور بھلے اعمال سے اس کا بُعد، دوری اور نفرت کم از کم ہو جائے۔[2]

❁❁❁❁❁❁

---

[1] التفسیر الکبیر ۲۴/ ۳۱ .

[2] ملاحظہ ہو: التفسیر الکبیر ۲۴/ ۳۱ .

مطلقہ بچی کی عدت کا تین ماہ ہونا

بچوں کو نیکی کا حکم دینے کی ایک دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شادی شدہ نابالغ بچی کی طلاق کی صورت میں عدت تین ماہ مقرر فرمائی ہے۔

دلیل:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَالّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ﴾[1]

[ترجمہ: اور تمہاری عورتوں میں سے جو حیض سے ناامید ہو گئی ہوں، اگر تمہیں شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے، اور ان کی بھی [عدت تین ماہ ہے] جنہیں ابھی حیض آنا شروع نہیں ہوا]

تفسیر آیت کریمہ:

علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ کی تفسیر میں تحریر کیا ہے: (وَالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ) یعنی چھوٹی عمر کی لڑکی، اس کی عدت تین ماہ ہے۔ ایسی عمر کی بچیوں کی عدت مہینوں کے حساب سے اس لیے متعین کی گئی کیونکہ چھوٹی عمر کی لڑکیوں کو عام طور پر حیض نہیں آتا۔[2]

---

[1] سورة الطلاق /جزء من الآية ٤.

[2] ملاحظہ ہو: تفسير القرطبي ١٨ /١٦٥ ؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسير القاسمي ١٦/١٩٩ .

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے: اگر عورت حیض سے مایوس [یعنی بوڑھی] ہو چکی ہو، یا اس کو حیض کی ابتدا ہی نہ ہوئی ہو، تو اس کی مدت عدت تین ماہ ہو گی، اور اس بات پر اہل علم کا اجماع ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَالّٰٓـئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُھُنَّ ثَلٰثَۃُ اَشْھُرٍ وَّالّٰٓـئِیْ لَمْ یَحِضْنَ﴾[1]

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ غیر بالغہ شادی شدہ لڑکی کی طلاق کی حالت میں عدت طلاق تین ماہ ہوگی، جس میں وہ احکام عدت کی پابندی کرے گی۔ اور اس میں کوتاہی یا غفلت کی صورت اس کا سرپرست اس کو پابندی کی تلقین کرے گا۔ اس بچی کی کم عمری سرپرست کی طرف سے پابندی کی تلقین کی راہ میں رکاوٹ نہ ہوگی۔

۳ یہودی بچے کو اسلام لانے کا حکم مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم

بچوں کو بھلائی کا حکم دینے کی ایک دلیل یہ ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی بچے کو اسلام میں داخل ہونے کا حکم دیا۔

دلیل:

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے

[1] المغني ۲۰۷/۱۱.

بیان کیا:

''كَانَ غُلَامٌ [1] يَهُوْدِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ ، فَمَرِضَ . فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُوْدُهُ ، فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَقَالَ لَهُ : "أَسْلِمْ".

فَنَظَرَ إِلَى أَبِيْهِ ، وَهُوَ عِنْدَهُ ، فَقَالَ لَهُ : "أَطِعْ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ".

فَأَسْلَمَ . فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ ، وَهُوَ يَقُوْلُ : "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ". '' [2]

''ایک یہودی چھوٹا لڑکا نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار پڑا تو نبی ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لائے ، اور اس کے سرہانے بیٹھ گئے ، اور اسے فرمایا: ''مسلمان ہو جاؤ''۔

اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا ، جو اس کے پاس ہی موجود تھا ، باپ نے اس کو کہا: ''ابوالقاسم ۔ﷺ۔ کی بات مان لو''۔

پس وہ [لڑکا] مسلمان ہو گیا۔ [3] نبی ﷺ یہ فرماتے ہوئے ''سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے اس کو [جہنم کی] آگ سے بچا لیا۔'' باہر تشریف لے گئے''۔

---

[1] (غُلَامٌ) سے مراد چھوٹا لڑکا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مرقاة المفاتيح ٨/ ٢٦٠).

[2] صحيح البخاري ، كتاب الجنائز ، باب إذا أسلم الصبي فمات هل يصلّى عليه ؟ وهل يُعرض على الصبي الإسلام؟ ، رقم الحديث ١٣٥٦ ، ٣/ ٢١٩.

[3] سنن نسائی کی روایت میں ہے کہ اس [لڑکے] نے کہا: ''أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ۔ﷺ۔'' (منقول از فتح الباري ٣/ ٢٢١) . (ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً محمد ۔ﷺ۔ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں)

شرح حدیث:

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ کافروں کے بچوں کو اسلام میں داخل ہونے کا حکم دینا ہمارے نبی رحمت ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ شرح حدیث میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر کیا ہے: اس حدیث سے بچے کو دعوتِ اسلام دینا ثابت ہوتا ہے، اور اگر بچے کا اسلام لانا صحیح [یعنی قابل اعتبار] نہ ہوتا، تو آنحضرت ﷺ اس پر اسلام پیش ہی نہ فرماتے۔[1]

عام مسلمانوں کا طرزِ عمل:

انتہائی دکھ کی بات ہے کہ بہت سے مسلمان نبی کریم ﷺ کی اس ثابت شدہ سنت کو فراموش کر چکے ہیں، غیر مسلم بچوں کو دعوتِ اسلام دینا، بلکہ اس کے بارے میں سوچنا ہی ان کی کتاب زندگی میں موجود نہیں۔ اور ان کے برعکس گم راہ نصرانی مشرق و مغرب میں مسلمان بچوں کو دین حق سے ہٹا کر نصرانی بنانے کے لیے اپنی بھرپور توانائیاں، پوری صلاحیتیں اور کثیر مال و دولت صرف کر رہے ہیں۔

اپیل:

اس موقع پر میں روئے زمین کے مسلمانوں سے عموماً اور حضرات علماء اور طالب علم بھائیوں سے خصوصاً پُر زور اپیل کرتا ہوں کہ وہ نبی محترم ﷺ کی اس عظیم سنت کو زندہ کریں، یہودیوں، نصرانیوں، ہندوؤں، مجوسیوں اور دیگر کافروں کے بچوں کو دین حق قبول کرنے کی دعوت دیں شاید کہ رب رحمٰن و رحیم ان کی سعی و کوشش کو بابرکت، مفید اور ثمر آور بنادے۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔

❁❁❁❁❁❁

---

[1] ملاحظہ ہو: فتح الباري ۳/۲۱۹.

۴ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن صیاد کو دعوتِ اسلام دینا

مدینہ طیبہ میں ایک یہودی عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوا، جس کی ایک آنکھ بند اور دوسری ابھری ہوئی تھی۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدشہ ہوا کہ کہیں وہ بچہ دجال[1] ہی نہ ہو۔ اس کے زمانہ بچپن ہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور اس کو دعوت اسلام دی۔

دلیل:

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: ''أَنَّ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اِنْطَلَقَ فِیْ رَهْطٍ[2] مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتّٰى وَجَدُوْهُ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ عِنْدَ أُطُمِ بَنِيْ مَغَالَةَ،

[1] ملاحظہ ہو: الفتح الرباني في ترتيب مسند الإمام أحمد بن حنبل، أبواب ظهور العلامات الكبرى قبل قيام الساعة، الفصل الاول: فيما جاء في ابن صيّاد، الفرع الرابع: في اهتمام النبي صلی اللہ علیہ وسلم بأمر ابن صيّاد، رقم الحديث ١٦٧، عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما، ٦٤/٢٤ . حافظ ہیثمی نے اس حدیث کے بارے میں تحریر کیا ہے: ''اس کو احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے، اور اس کے روایت کرنے والے [صحیح] کے راویوں سے ہیں''۔(مجمع الزوائد ٤/٨)؛ نیز ملاحظہ ہو: فتح الباري ١٧٣/٦ .

[2] (رهط): یہ لفظ دس سے کم آدمیوں کی جماعت کے لیے بولا جاتا ہے۔ (ملاحظہ ہو: النهاية في غريب الحديث والأثر، مادة "رهط"، ٢٨٣/٢).

وَقَدْ قَارَبَ يَوْمَئِذٍ ابْنُ صَيَّادٍ يَحْتَلِمُ . فَلَمْ يَشْعُرْ بِشَيْءٍ حَتّٰى ضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ ؟" ﷺ ۔

فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ ، فَقَالَ : "أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ الْأُمِّيِّيْنَ"[1]"

''یقیناً عمر رضی اللہ عنہ دس آدمیوں سے کم افراد کی ایک جماعت میں نبی ﷺ کے ہمراہ ابن صیاد کے پاس تشریف لے گئے، اور اس کو [انصار کے قبیلہ] بنی مغالہ کی بلند عمارتوں کے قریب بچوں کے پاس کھیل میں مشغول پایا، اور تب ابن صیاد زمانہ بلوغت کے قریب پہنچ چکا تھا۔[2]

نبی کریم ﷺ کے اس کی پشت پر ہاتھ مارنے سے پہلے اس کو کسی بھی چیز کا احساس نہ ہوا، پھر نبی ﷺ نے اس کو کہا: ''کیا تو گواہی دیتا ہے کہ یقیناً میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟''

اس نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا اور پھر کہا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ ان پڑھوں کے رسول ہیں''۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ابن صیاد کو سن بلوغت کو پہنچنے سے پہلے دعوتِ اسلام دی۔

روایت کے باب کا عنوان:

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کے باب کا

---

[1] صحيح البخاري ، كتاب الجهاد ، باب كيف يعرض الإسلام على الصبي ؟ ، جزء من رقم الحديث ٣٠٥٥ ، ٦/١٧١-١٧٢ .

[2] لیکن اس وقت تک وہ نابالغ تھا۔

عنوان یوں رکھا ہے۔

[كَيْفَ يُعْرَضُ الْإِسْلَامُ عَلَى الصَّبِيِّ؟][1]

[بچے پر اسلام کیسے پیش کیا جائے گا؟]

شرح حدیث:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث کی عنوان باب سے مناسبت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: ''ابن صیاد سے نبی ﷺ کے فرمان [کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ یقیناً میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟] سے بچے پر اسلام پیش کرنے کی شرعی حقیقت ثابت ہوتی ہے، کیونکہ تب وہ نابالغ تھا، اور یہی بات دعویٰ پر دلالت کناں ہے، اور بچے کے اسلام کے قابل اعتبار ہونے کا ثبوت بھی اس بات سے ملتا ہے، کیونکہ اگر وہ اقرار [اسلام] کرتا تو قابل قبول ہوتا، اور یہی اس پر اسلام پیش کرنے کا مقصود تھا''۔[2]

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں تحریر کیا ہے: ''حدیث کی عنوان باب سے مطابقت آنحضرت ﷺ کے ارشاد گرامی [أَتَشْهَدُ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ؟] کی وجہ سے ہے کیونکہ ان الفاظ کے ساتھ آپ ﷺ نے بچے پر اسلام پیش کیا، علاوہ ازیں اس سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ اگر بچے کا اسلام درست [قابل اعتبار] نہ ہوتا تو نبی ﷺ ابن صیاد کو، جو کہ اس وقت نابالغ تھا، دعوت اسلام نہ دیتے''۔[3]

---

[1] صحيح البخاري ٦/١٧١۔ [2] فتح الباري ٦/١٧٢۔

[3] عمدة القاري ٨/١٦٩ ؛ نیز ملاحظہ ہو: فتح الباري ٨/١٧٤ .

اس موقع پر اہل اسلام سے عموماً، اور اہل علم وفکر سے خصوصاً غیر مسلم بچوں کو دعوتِ اسلام دینے کا اہتمام کرنے کی مکرر اور پرزور اپیل کی جاتی ہے۔

❁❁❁❁❁❁

ہمارے نبی کریم ﷺ کے چچیرے بھائی آپ کے ہمراہ سواری پر تھے، اور تب وہ سن بلوغت کو نہ پہنچے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ حدود الٰہیہ کا احترام کریں، حقوق اللہ کی حفاظت کریں، اللہ تعالیٰ کے اوامر کو بجا لائیں اور نواہی سے اجتناب کریں، اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کسی سے سوال کریں، اور نہ ہی مدد طلب کریں۔

دلیل:

امام احمد اور ترمذی رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

''كُنْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْماً، فَقَالَ: "يَا غُلَامُ! إِنِّيْ مُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ: اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ. اِحْفَظِ اللّٰهِ تَجِدْهُ تَجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَسْأَلِ اللّٰهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ. وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰى أَنْ يَنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ. وَإِنِ اجْتَمَعُوْا

عَلٰی أَنْ یَضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ یَضُرُّوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَیْكَ . رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ .''[1]

''ایک دن میں [سواری پر] نبی ﷺ کے پیچھے تھا، آپ ﷺ نے فرمایا:

''اے چھوٹے لڑکے! یقیناً میں تجھے کچھ باتیں سکھلا رہا ہوں: اللہ تعالیٰ کی حفاظت کرو، وہ تیری حفاظت کرے گا، تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت کر، تو اس کو اپنے روبرو پائے گا، تو جب سوال کرے تو اللہ تعالیٰ [ہی] سے سوال کر، اور جب مدد طلب کر، تو اللہ تعالیٰ [ہی] سے مدد مانگو، اور [اس حقیقت کو] جان لو [یعنی اچھی طرح ذہن نشین کر لو] کہ اگر ساری امت تجھے کچھ نفع پہنچانے کے لیے جمع ہو جائے تو تجھے وہ نفع ہی پہنچے گا جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے تحریر کر دیا ہوا ہے، اور اگر تمام امت تجھے کچھ نقصان پہنچانے کے لیے متحد ہو جائے تو تجھے اتنی ضرر ہی پہنچا سکیں گے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دی ہوئی ہے، قلموں کو اٹھا لیا گیا ہے اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں''۔

شرح حدیث:

اس حدیث شریف میں یہ بات واضح طور پر بیان کی گئی ہے کہ نبی

---

[1] المسند، رقم الحدیث ۲۶۶۹، ٤/۲۳۳؛ وجامع الترمذي، أبواب صفة القیامة، باب، رقم الحدیث ۲۶۳۵، ۷/۱۸۵-۱۸۶؛ اور الفاظ حدیث جامع الترمذی کے ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو [حسن صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۷/۱۸۶)؛ شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی [اسناد کو صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ٤/۲۳۳)؛ اور شیخ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن الترمذي ۲/۳۰۹).

کریم ﷺ نے اپنے چچیرے بھائی کو [اِحْفَظِ اللّٰه] [یعنی اللہ تعالیٰ کی حفاظت کا] حکم فرمایا۔[1]

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق [اِحْفَظِ اللّٰه تعالی] سے مراد اللہ تعالیٰ کی حدود، حقوق، اوامر اور نواہی کی حفاظت کرنا ہے۔ اور ان کی حفاظت کا معنی یہ ہے کہ اوامر الٰہیہ کی تعمیل کی جائے، نواہی سے اجتناب کیا جائے، حدود اللہ کا احترام کیا جائے، جن اقوال یا اعمال کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم یا اجازت دی ہے ان سے تجاوز کرکے ممنوعہ باتوں اور کاموں تک نہ جایا جائے۔[2]

ہمارے نبی کریم ﷺ نے اپنے عم زاد کو اس بات کا حکم بھی دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے سامنے نہ دست سوال دراز کرے اور نہ ہی مدد طلب کرے۔

جب آنحضرت ﷺ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ان سب باتوں کا حکم فرما رہے تھے تب وہ [غلام] یعنی چھوٹے لڑکے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے اپنے خطاب کی ابتدا [یا غلام!] کے الفاظ مبارکہ سے فرمائی، جس سے مراد [اے چھوٹے لڑکے] ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے: ''وَالْمُرَادُ بِالْغُلَامِ هُنَا الْوَلَدُ الصَّغِيْرُ لَا الْمَمْلُوْك .''

''اس مقام پر [غلام] سے مراد چھوٹا لڑکا ہے، مملوک نہیں''۔[3]

---

[1] یعنی جن باتوں کے کرنے کا حکم دیا ہے انہیں بجالایا جائے، اور جن اعمال وافعال سے منع کیا ہے ان سے دوری اختیار کی جائے۔

[2] ملاحظہ ہو: جامع العلوم والحكم ١/٤٦٢.

[3] مرقاة المفاتيح ٩/١٦٢.

نبی کریم ﷺ کی اتباع کا دعویٰ کرنے والوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ بھی اپنے گردو پیش بچوں کو انہی باتوں کو حکم دیں جن باتوں کا حکم آنحضرت ﷺ نے اپنے کم سن عم زاد کو دیا۔

اے ہمارے رب! ہمیں اس سنت مبارکہ پر عمل کی توفیق سے محروم نہ رکھنا۔ آمین یاذاالجلال والاکرام۔

۶ بچوں کو نماز کا حکم دینا

بچوں کو نیکی کا حکم دینے کی ایک دلیل یہ ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ نے اہل اسلام کو سات سال کے بچوں کو حکمِ نماز دینے، اور دس سال کے بچوں کو ترکِ نماز کی صورت میں مارنے کا حکم دیا ہے۔

دو دلیلیں:

اس بارے میں دو حدیثیں ذیل میں پیش کی جارہی ہیں:

ا: حضرات ائمہ ابوداود، ترمذی اور حاکم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت سبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مُرُوْا الصَّبِيَّ بِالصَّلَاةِ إِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِيْنَ، وَإِذَا بَلَغَ عَشْرَ سِنِيْنَ فَاضْرِبُوْهُ عَلَيْهَا۔''[1]

[1] سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب متی یؤمر الغلام بالصلاۃ؟، رقم ==>

''جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اس کو نماز کا حکم دو، اور جب وہ دس سال کی عمر کو پہنچ جائے تو نماز [چھوڑنے] پر اس کی پٹائی کرو''۔

ب: حضرات ائمہ احمد، ابوداود، دارقطنی اور بغوی رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مُرُوْا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ، وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ، وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِيْنَ، وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ.''[1]

==>الحديث ٤٩٠، ٢/١١٤؛ وجامع الترمذی، ابواب الصلاة، باب ما جاء متى يؤمر الصبي بالصلاة؟، رقم الحديث ٤٠٥، ٢/٣٦٩؛ ٣٧٠؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب الصلاة، ١/٢٥٨. متن میں درج شدہ الفاظ سنن ابی داود کے ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو [حسن صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذی ٢/٣٧٠)؛ حافظ منذری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ سے موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: مختصر سنن أبی داود ١/٢٧٠)؛ امام حاکم رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس کو [صحیح مسلم کی شرط پر صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المستدرك على الصحيحين ١/٢٥٨)؛ حافظ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان سے موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: التلخيص ١/٢٥٨)؛ شیخ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو [حسن صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن ابی داود ١/٩٧)؛ نیز ملاحظہ ہو: تحفة الأحوذي ٢/٣٧٠.

[1] المسند رقم الحديث ٦٧٥٦، ١/٣٦٩ (ط: مؤسسة الرسالة)؛ وسنن ابی داود، كتاب الصلاة، باب متى يؤمر الغلام بالصلاة؟، رقم الحديث ٤٩١، ٢/١١٤-١١٥؛ وسنن الدار قطني، كتاب الصلاة، باب الأمر بتعليم الصلوات والضرب عليها، رقم الحديث ٢، ١/٢٣٠؛ وشرح السنة، كتاب الصلاة، باب الصلاة في مرابض الغنم وأعطان الإبل، رقم الحديث ٥٠٥، ٢/٤٠٦. متن میں الفاظ حدیث سنن ابی داود کے ہیں۔ <==

''اپنی اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو، اور دس سال کی عمر میں نماز ترک کرنے پر انہیں مارو، اور [اس عمر میں] ان کے بستر جدا جدا کر دو''۔

دونوں حدیثوں کے متعلق آٹھ باتیں:

ان دونوں حدیثوں کے متعلق ذیل میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آٹھ باتوں کا ذکر کیا جا رہا ہے:

۱: بچوں کو حکمِ نماز دینے کا وجوب:

مذکورہ بالا دونوں حدیثوں میں نبی کریم ﷺ نے بچوں کے سرپرست حضرات کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ وہ بیان کردہ تفصیل کے مطابق انہیں حکمِ نماز دیں، اور ایسا کرنا ان پر واجب ہے۔ اس بارے میں بعض علمائے امت کے اقوال ذیل میں بفضل رب العزت پیش کیے جا رہے ہیں:

ا: علامہ مناوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان:

علامہ مناوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر کیا ہے: یعنی جب تمہاری اولاد کی عمر سات سال ہو جائے، تو انہیں نماز کا حکم دو، اور جب وہ دس سال کی عمر کے ہو جائیں تو ترکِ نماز پر ان کی پٹائی کرو۔ ابن عبدالسلام رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا [نبی کریم ﷺ کے] حکم کے مخاطب سرپرست حضرات ہیں، بچے نہیں۔[1]

==> شیخ شعیب ارناؤوط اور ان کے رفقا نے اس حدیث کی [اسناد کو حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۳٦۹/۱۱)؛ اور شیخ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو [حسن صحیح] کہا ہے۔ ملاحظہ ہو: سنن ابی داود ۹۷/۱.

[1] فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ٥۲۱/٥ باختصار.

اہل ایمان آنحضرت ﷺ کے اس حکم کی تعمیل کے پابند ہیں کسی مسلمان کے لیے یہ زیبا نہیں کہ وہ آپ ﷺ کے حکم کی بجا آوری میں چوں چرایا تردد کرے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾ [1]

[ترجمہ: اور کسی مومن مرد اور عورت کو اللہ تعالیٰ اور رسول - ﷺ - کے فرمان کے بعد اپنے کسی معاملہ میں کوئی اختیار باقی نہیں رہتا۔ اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول - ﷺ - کی نافرمانی کرے وہ واضح گمراہی میں پڑ گیا]

ب: علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریر:

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا ہے: ''بچے کے ولی پر واجب ہے کہ سات سال کی عمر میں اس کو طہارت اور نماز [کے مسائل] کی تعلیم دے، اور نماز [ادا کرنے] کا حکم دے، اور دس سال کی عمر میں اس [یعنی نماز میں کوتاہی] پر اس کی پٹائی کرے'' [2]

ج: امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریر:

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قلم بند کیا ہے: ''ولی

---

[1] سورة الأحزاب / الآية ٣٦.

[2] المغني ٢ / ٣٥٠ ؛ نیز ملاحظہ ہو : إكليل الكرامة في تبيان مقاصد الإمامة مصنفه شيخ صديق حسن خان القنوجي ص ٢٢٤.

خواہ باپ ہو یا دادا، یا قاضی کی طرف سے مقرر کردہ سر پرست اس پر واجب ہے کہ یہ [نماز کا] حکم دے اور [نماز چھوڑنے پر دس سال کی عمر میں] پٹائی کرے۔

ہمارے علماء نے اس بات کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔ [علامہ] مزنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہی بات [امام] شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کی ہے اور اس بات کے بعض دلائل درج ذیل ہیں:

-ارشاد باری تعالیٰ: ﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ﴾[1]

[ترجمہ: اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو]

-فرمان تعالیٰ: ﴿قُوْا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾[2]

[ترجمہ: تم اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو [جہنم کی] آگ سے بچاؤ]

-امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت کردہ حدیث شریف: ''وَإِنَّ لِوَلَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا.''

''یقیناً تیرے بچے کا تجھ پر حق ہے''۔

- امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ کی روایت کردہ حدیث شریف:

''كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ أَهْلِهِ وَمَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ.''

''تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے، اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس

---

[1] سورة طه /جزء من الآية ١٣٢.

[2] سورة التحريم /جزء من الآية ٦.

ہوگی، آدمی اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے، اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی'' [1]

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد تحریر کیا ہے: ''ہمارے علماء نے بیان کیا ہے کہ ولی اس [بچے] کو باجماعت نماز ادا کرنے، مسواک کرنے اور دیگر دینی اعمال بجالانے کا حکم دے اور زنا، لواطت، شراب، جھوٹ اور غیبت کی حرمت سے آگاہ کرے'' [2]

د: شیخ محمد سفارینی رحمہ اللہ تعالیٰ تعالیٰ کا بیان:

شیخ محمد سفارینی حنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قلم بند کیا ہے: [کتب] فقہ میں ہمارے علماء نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ بچے کے ولی کی ذمہ داری ہے کہ سات سال کی عمر میں اس کو نماز کا حکم دے، اور اس پر یہ [بھی] واجب ہے کہ دس سال کی عمر میں نماز [چھوڑنے] پر اس کی پٹائی کرے۔ اور ولی کے ذمہ یہ واجب واضح ہے، سرپرست پر یہ بھی لازم ہے کہ جن باتوں کا جاننا ضروری ہے اس کی بچے کو خود تعلیم دے، یا ایسے شخص کا بندوبست کرے جو اس کو ان باتوں کی تعلیم دے۔ [3]

علامہ شوکانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث نمبر ۲ پر تعلیق کرتے ہوئے تحریر کیا ہے: ''یہ حدیث اس بات پر دلالت کناں ہے کہ سات سال کی عمر کے بچوں کو نماز کا حکم دینا،

---

[1] ملاحظہ ہو: كتاب المجموع ۱۱/۳. [2] المرجع السابق ۱۱/۳.

[3] ملاحظہ ہو: غذاء الألباب لشرح منظومة الآداب ۲۳۲/۱.

اور دس سال کے بچوں کو ترک نماز پر پٹائی کرنا واجب ہے۔"[1]

۲: ماؤں کی ذمہ داری:

(بچوں کو نماز کا حکم دینا صرف باپوں ہی کی ذمہ داری نہیں، مائیں بھی اس ذمہ داری میں شریک ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے: "باپوں اور ماؤں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولادوں کو ادب سکھلائیں، [مسائل] طہارت اور نماز کی تعلیم دیں، اور باشعور ہونے کے بعد [کوتاہی کی صورت میں] ان کی پٹائی کریں"۔[2])

اس بارے میں دو دلیلیں:

ا: حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: "وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ ......" الحدیث

ا: اس بات پر

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ کی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت کردہ حدیث دلالت کرتی ہے۔ جس میں ہے کہ: "وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى أَهْلِ بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ، وَهِيَ مَسْؤُوْلَةٌ عَنْهُمْ."[3]

---

[1] نیل الأوطار ١/٣٧٨.

[2] منقول از شرح السنة ٢/٤٠٧.

[3] متفق علیہ: ملاحظہ ہو: صحیح البخاري، کتاب الأحکام، باب قول اللّٰہ تعالی: ﴿أَطِيْعُوْا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْا الرَّسُوْلَ وَأُوْلِي الْأَمْرِ مِنْكُم﴾، رقم الحدیث ٧١٣٨، ١٣/١١١؛ وصحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب فضیلة الإمام العادل، رقم الحدیث ٢٠، (١٨٢٩)، ٣/١٤٥٩. متن میں الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

''اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد پر نگران ہے اور اس سے ان کے متعلق باز پرس ہوگی''۔

امام خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے [اَلرَّاعِيْ] کا معنی بیان کرتے ہوئے تحریر کیا ہے: ''حفاظت کرنے والا، امانت دار، اپنی نگرانی میں دیئے ہوئے اشخاص کو سونپے ہوئے معاملات کو ٹھیک طریقے سے سرانجام دینے کا حکم کرنے والا، ان میں خیانت سے روکنے والا، اور انہیں برباد کرنے سے باز رکھنے والا''۔[1]

عورت کا شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کے نگہبان ہونے کا ایک تقاضا یہ ہے کہ وہ انہیں نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔[2] اور جن باتوں کا اولاد کو حکم دینا عورت پر واجب ہے ان میں سے ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ وہ انہیں نماز کا حکم دے۔

ب: زوجہ عمران رحمہا اللہ تعالیٰ کا نذر ماننا:

بچوں کی تعلیم و تربیت اور انہیں ادب سکھلانے کے متعلق عورتوں کی ذمہ داری پر عمران کی بیوی رحمہا اللہ تعالیٰ کی نذر بھی دلالت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾[3]

[ترجمہ: جب عمران کی بیوی نے کہا: [اے] میرے رب! میرے پیٹ

---

[1] معالم السنن ٣/٢.

[2] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب: مسؤولية النساء في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر ص ١٢-١٣.

[3] سورة آل عمران / جزء من الآية ٣٥۔

میں جو کچھ ہے میں نے اس کو تیرے نام آزاد کرنے کی نذر مانی ہے[۱]، پس تو میری طرف سے قبول فرما یقیناً تو خوب سننے والا اور پوری طرح جاننے والا ہے]

اگر عمران کی بیوی کا بچے کی تربیت و تعلیم میں حصہ اور ذمہ داری نہ ہوتی تو وہ بچے کو عبادت گاہ کی خدمت کے لیے وقف کرنے کی نذر کیسے مان سکتی تھی؟

امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر آیت میں تحریر کیا ہے: ''یہ اس بات پر دلالت کناں ہے کہ بچے کی تادیب، تعلیم، نذر کے ذریعے وقف کرنے اور تربیت میں ماں کو بھی کچھ اختیار حاصل ہے۔ اگر ماں کو یہ حق ہی حاصل نہ ہوتا تو عمران کی بیوی رحمہا اللہ نذر نہ مانتیں''۔[۲]

۳: بچیوں کو حکمِ نماز:

نماز کا حکم صرف بچوں ہی کو نہ دیا جائے، بلکہ سرپرست حضرات اسی بات کا حکم بچیوں کو بھی دیں کیونکہ پہلی حدیث میں وارد لفظ [الصبي] میں بچی بھی شامل ہے اس بارے میں امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر کیا ہے: ''لفظ [الصبي] بچی کو بھی شامل ہے، [نماز کا حکم دینے کے سلسلے میں] دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ اور اس بارے میں [علمائے امت میں] کوئی اختلاف نہیں''۔[۳]

دوسری حدیث شریف میں وارد لفظ [أَوْلَادَكُمْ] بھی دونوں صنفوں کو شامل ہے۔ اس بارے میں ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے: ''لفظ [أَوْلَادَكُمْ] مذکر

---

[۱] یعنی تیری عبادت گاہ کی خدمت کے لیے وقف کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: أحسن البیان ص ٦٨)
[۲] أحکام القرآن ٢/١١ ؛ نیز ملاحظہ ہو: ردّ المحتار علی درّ المختار ٣/١٨٩ .
[۳] منقول از عون المعبود ٢/١١٤.

اور مونث دونوں کو شامل ہے''۔[1]

جس طرح سات سال کی بچیوں کو بچوں کی طرح نماز کا حکم دیا جائے گا، اسی طرح دس سال کی عمر میں ترکِ نماز پر ان کی پٹائی کی جائے گی، البتہ اس سلسلے میں ان کے ساتھ نرمی، شفقت والے معاملے کے متعلق اسلامی آداب کی مکمل پاسداری کی جائے گی۔

۴: بچوں کو حکمِ نماز دینے کی حکمت:

چھوٹی عمر میں بچوں کو حکمِ نماز دینے کی۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔ حکمت یہ ہے کہ وہ بچپن ہی سے نماز سے آشنا، اور اس کے عادی بن جائیں، سنِ بلوغت کو پہنچنے تک نماز ان کی طبیعت کا حصہ بن چکی ہو۔

اس بارے میں امام بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قلم بند کیا ہے: ''سات سال کی عمر میں بچے کو حکمِ نماز دینے کی حکمت یہ ہے کہ وہ اس کا عادی بن جائے''۔[2]

اور جیسا کہ حکماء نے بیان کیا ہے کہ بچے کو کسی بات پر لگانا اور اس کا عادی بنانا نسبتاً آسان ہوتا ہے، کیونکہ صغر سنی میں عام طور پر کوئی ایسی عادت اس پر غالب نہیں ہوتی جو مطلوبہ چیز کو ماننے کی راہ میں رکاوٹ ہو، اور نہ ہی کسی بات سے اس کا عام طور پر ایسا شدید تعلق ہوتا ہے جو حکم کردہ بات کی بجا آوری میں حائل ہو۔[3]

---

[1] مرقاة المفاتيح ۲/۲۷۵.

[2] شرح السنة ۲/۴۰۶؛ نیز ملاحظہ ہو: مرقاة المفاتيح ۲/۲۷۵؛ وفيض القدير شرح الجامع الصغير ۵/۵۲۱؛ وعون المعبود ۲/۱۱۵.

[3] ملاحظہ ہو: جوامع الآداب في أخلاق الأنجاب مصنفه شيخ جمال الدين قاسمي ص ۳۹.

۵: تدرّج کا اہتمام کرنا:

(سرپرست حضرات پر لازم ہے کہ بچوں کو حکمِ نماز دیتے ہوئے اس تدریجی عمل کی پیروی کریں جس کی طرف آنحضرت ﷺ نے اس حدیث شریف میں راہ نمائی فرمائی ہے، سات سال کی عمر ہی میں نماز چھوڑنے پر بچوں کی پٹائی شروع نہ کردیں، اور نہ ہی سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دینے، اور دس سال کی عمر میں ترک نماز پر پٹائی کرنے میں کوتاہی کریں۔ اس سلسلے میں آنحضرت ﷺ کے ارشادِ گرامی کی من وعن پابندی کریں، ہماری اور ہماری اولادوں کی خیر اور بھلائی صرف نبی کریم ﷺ کی مکمل اتباع میں ہے، کہ ان کی ہماری جانوں اور ہماری اولادوں کے ساتھ شفقت اور ہمدردی، ہماری اپنی جانوں اور اولادوں کے ساتھ خیر خواہی سے بھی زیادہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿اَلنَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ﴾[1]

[ترجمہ: نبی - ﷺ - مومنوں کے ساتھ ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں]

اور ہماری اور ہماری اولادوں کی ہلاکت، تباہی اور بربادی ان کی نافرمانی اور حکم عدولی میں ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا لَا يَزِيْغُ عَنْهَا بَعْدِيْ إِلَّا هَالِكٌ.''[2]

---

[1] سورة الأحزاب /جزء من الآية ٦.

[2] صحيح سنن ابن ماجه، باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين، جزء==>

''میں تمہیں روشن [دین] پر چھوڑ کر جا رہا ہوں جس کی رات [روشنی اور وضوح میں] دن کی طرح ہے، اس سے میرے بعد ہلاک ہونے والا ہی انحراف کرے گا''۔

۶: پٹائی میں اعتدال:

بچوں کو دس سال کی عمر میں نماز چھوڑنے پر مارنے کا معنی یہ نہیں کہ ان کی چمڑی اتار دی جائے، یا مار مار کر ان کو ادھ موا کر دیا جائے، بلکہ اس میں راہ اعتدال اختیار کی جائے، اس سلسلے میں شیخ علقمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر کیا ہے: ''پٹائی سے مراد ایسا مارنا ہے کہ [بچہ] زخمی نہ ہو، اور مارتے ہوئے چہرے کو بچایا جائے''۔[1]

علمائے احتساب نے اپنی کتابوں میں چند ایسے آداب کا ذکر کیا ہے جن کی مارتے وقت بچوں کے معلمین کو پابندی کرنی چاہیے۔ سرپرست حضرات کو بھی ان آداب کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ مثال کے طور پر شیخ ابن الإخوۃ نے تحریر کیا ہے: بچے کو ایسی چھڑی سے نہ مارے کہ ہڈی توڑ دے، اور نہ ہی اس قدر نرم و نازک ہو کہ بچے کو درد کا بھی احساس نہ ہو، بلکہ چھڑی درمیانی قسم کی ہو، کولہوں، رانوں اور پاؤں کے نچلے حصے میں مارے کیونکہ ان جگہوں پر مارنے سے بیماری یا زخم کا اندیشہ نہیں ہوتا۔[2]

==>من رقم الحدیث ۱۴/۱،۴۱. شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (المرجع السابق ۱۴/۱)

[1] منقول از عون المعبود ۱۱۴/۲.

[2] معالم القربة في أحكام الحسبة ص ۲۶۱ باختصار؛ نیز ملاحظہ ہو: نهاية الرتبة في طلب الحسبة مصنفه شیخ عبد الرحمن بن نصر الشيزرى ص ۱۰۴ ==>

۷: حکمِ نماز نہ دینے والے سرپرست کو سزا:

بعض علمائے امت نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ جو سرپرست حضرات آنحضرت ﷺ کے فرمودات کے مطابق بچوں کو نماز کا حکم نہ دیں انہیں اسلامی حکومت کی طرف سے شدید سزا دی جائے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں تحریر کیا ہے: ''ہر بڑے کی ذمہ داری ہے کہ اپنے ماتحت تمام افراد کو نماز کا حکم دے حتیٰ کہ نابالغ بچوں کو بھی۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو، دس سال کی عمر میں اس [کے چھوڑنے] پر مارو، اور ان کے بستر الگ الگ کردو''۔

جس کے پاس چھوٹی عمر کا غلام، یتیم، یا لڑکا ہو، اور وہ اس کو نماز کا حکم نہ دے تو اس کو شدید سزا دی جائے گی، کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی ہے''۔[۱]

۸: بچوں کو دیگر نیک اعمال کا حکم دینا:

حضرات علماء نے مذکورہ بالا دونوں حدیثوں سے یہ بات بھی اخذ کی ہے کہ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو سات سال کی عمر میں دیگر اچھے کاموں کا بھی حکم دیں تاکہ وہ ان اعمال سے آشنا ہو جائیں، ان کی بجا آوری ان کا طبیعت کا حصہ بن جائے، اور بالغ ہونے کے بعد ان کا کرنا

==>؛ وبذل النصائح فيما على السلطان وولاة الأمور وسائر الرعية مصنفه شيخ محمد بن احمد المقدسي ص ٣٤٩.

[۱] مجموع الفتاویٰ ٢٢/ ٥٠-٥١.

آسان اور سہل ہو جائے۔امام رافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں بیان کیا ہے کہ: ائمہ نے فرمایا: ''باپوں اور ماؤں پر لازم ہے کہ وہ اپنے بچوں کو سات سال کی عمر کو پہنچنے کے بعد طہارت، نماز اور شریعت کے دیگر امور کی تعلیم دینا شروع کر دیں، اور دس سال کی عمر کو پہنچنے کے بعد ان اعمال میں کوتاہی پر ان کی پٹائی کریں''۔[1]

۷ مہمان بچے کی نماز کے متعلق اہتمام مصطفوی ﷺ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنی خالہ محترمہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات بسر کرنے کے لیے آتے ہیں، اور تب وہ بچے تھے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ قدرے تاخیر سے رات کو جب گھر تشریف لائے، تو ابن عباس رضی اللہ عنہما لیٹ چکے تھے۔آنحضرت ﷺ نے آتے ہی ان کے نماز ادا کرنے کے متعلق استفسار فرمایا۔

دلیل:

امام ابوداود رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ: ''بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُوْنَةَ، فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

[1] منقول از کتاب المجموع ۳/۱۱.

ﷺ بَعْدَ مَا أَمْسَى ، فَقَالَ : "أَصَلَّى الْغُلَامُ؟" قَالُوْا : "نَعَمْ" . ''[1]

''میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات گزاری۔ رسول اللہ ﷺ رات کو تاخیر سے تشریف لائے، تو فرمایا: ''کیا چھوٹے لڑکے نے نماز پڑھ لی ہے؟'' انہوں نے کہا: ''جی ہاں''۔

حدیث شریف سے معلوم ہونے والی باتیں:

اس حدیث شریف سے معلوم ہونے والی باتوں میں سے دو درج ذیل ہیں۔

۱: بچے کی نماز کے متعلق شدید اہتمام:

آپ ﷺ نے گھر تشریف لاتے ہی دریافت فرمایا: ''أَصَلَّى الْغُلَامُ؟ '' [کیا بچے نے نماز پڑھ لی ہے؟] اور [غلام] کا لفظ جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر کیا ہے۔ بچے پر ولادت سے لے کر سن بلوغت کو پہنچنے تک کے زمانے کے دوران بولا جاتا ہے۔[2]

۲: مہمان بچے کی نماز کا اہتمام:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اپنی خالہ

---

[1] سنن ابی داود ، ابواب قیام اللیل ،باب في صلاة اللیل ،رقم الحدیث ۱۳۵۳ ، ۱٦٤/٤ . حافظ منذری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث سے سکوت اختیار کیا۔ ملاحظہ ہو: مختصر سنن ابی داود ۱۰٤/۲)؛ اور شیخ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن ابی داود ۲۵۳/۱)

[2] ملاحظہ ہو: فتح الباري ۵۲۱/۹ ؛ نیز ملاحظہ ہو: عمدة القاري ۲۹/۲۱ .

محترمہ اور نبی کریم ﷺ کے ہاں بحیثیت زائر آنا، آپ ﷺ کے ان کی نماز کے متعلق اہتمام میں حائل نہ ہوسکا۔

لیکن مقامِ افسوس ہے کہ بہت سے مسلم گھرانوں کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہو چکا ہے۔ کتنے بچے ایسے ہیں کہ ان کے باپ یا مائیں یا دونوں ہی ان کی نمازوں کا شدت سے اہتمام کرتے ہیں، انہیں دین کی راہ پر چلانے، اور برائی کے کاموں سے بچانے اور روکنے کے لیے اپنی توانائیاں اور صلاحیتیں صرف کرتے ہیں، لیکن جونہی یہی بچے اپنی خالہ، ماموں، نانی، یا پھوپھی، چچا اور دادی کے گھر [تشریف فرما] ہوئے ان کی [حیثیت] یکسر بدل گئی۔ انہیں نیکی کا حکم دینا پیار اور محبت کے جذبات کے منافی ٹھہرا، اور انہیں برائی سے روکنا ان کی دل شکنی کا سبب اور آداب ضیافت سے متصادم قرار پایا۔ **ولا حول ولا قوة إلا بـالله العلي العظيم** ۔کتاب وسنت کی مبارک اور مقدس مجالس میں پروان چڑھنے والے بچوں کو دیکھنے اور سننے کے لیے میزبان اعزہ واقارب کی طرف سے وہ کچھ مہیا کیا گیا کہ رسول کریم ﷺ نے اس کو دنیا ہی میں انسانی صورتیں مسخ ہو کر بندر اور خنزیر کی شکلوں میں تبدیل ہونے اور زمین میں دھنسائے جانے کا ایک سبب قرار دیا۔ باجماعت نماز فجر ادا کرنے والے بچوں کو [مہمان نوازی] کے ظالمانہ اور پُرفریب شیطانی حیلہ کی آڑ میں کھلی چھٹی دی گئی کہ وہ جب چاہیں نحوست زدہ بستروں سے اٹھیں، اور نماز فجر کے عنوان سے دو چار ٹکریں مارلیں، اور اگر وہ یہ بھی نہ کریں تو کوئی باز پرس نہیں کیونکہ وہ [مہمان] ہونے کی وجہ سے احتساب سے بلند وبالا ہیں۔ اسی طرح جو کچھ بنانے کے لیے باپوں

یا ماؤں ، یا دونوں نے مہینوں بلکہ سالوں محنت کی اس کو دنوں میں برباد کر دیا جاتا ہے۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۔

خالائیں ، ماموں ، نانیاں ، پھوپھیاں ، چچے ، دادیاں اور دیگر اعزہ واقارب اپنے ہاں آنے والے رشتہ دار بچوں کے بارے میں اپنے رویہ پر نظر ثانی کریں ، وہ اس بات سے ڈر جائیں کہ ان بچوں کو بے مہار چھوڑنے پر جبار وقہار رب کا ان پر دنیا ہی میں عذاب نازل نہ ہو جائے۔ مہمان بچوں کے ساتھ وہی طرزِ عمل اختیار کریں جو ہم سب کے پیشوا اور مقتدا حضرت محمد ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ اختیار فرمایا۔ انہی کی سیرت طیبہ ہمارے لیے بہترین اسوہ اور نمونہ ہے۔ اللہ عز وجل نے فرمایا: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوْا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا﴾ [1]

[ترجمہ: یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ - ﷺ - میں عمدہ نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ [کی ملاقات] اور قیامت کے دن کی امید رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرتا ہے]

❁❁❁❁❁❁

---

[1] سورة الأحزاب /الآية ٢١.

چند شواہد:

سلف صالحین نے بچوں کو حکم نماز دینے کے فرمان نبوی ﷺ کی اہمیت کا خوب ادراک کیا، اور اس کی جھلک ان کے اقوال و اعمال میں نمایاں نظر آتی ہے۔ اسی بات کے متعلق چند شواہد ذیل میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے پیش کیے جا رہے ہیں:

۱: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول:

امام عبدالرزاق اور امام ابن شیبہ رحمہما اللہ تعالیٰ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''حَافِظُوْا عَلٰی أَبْنَائِکُمْ فِيْ الصَّلَاةِ .''[۱]

''نمازوں کے متعلق بچوں کی حفاظت کرو''۔

اور اس سے مراد یہ ہے کہ بچوں کو وقتِ نماز سے آگاہ کرنے کا شدید اہتمام کرو، تاکہ وہ نماز قائم کرنے والے، اور نماز کے عادی ہو جائیں۔[۲]

---

[۱] مصنف عبدالرزاق، کتاب الصیام، باب متی یؤمر الصبي بالصیام؟، رقم الروایة ۷۲۹۹، ۱۵۴/٤؛ ومصنف ابن ابی شیبة، کتاب الصلوات، متی یؤمر الصبي بالصلاة؟، ۳٤۸/۱. متن میں الفاظ مصنف عبدالرزاق سے نقل کیے گئے ہیں۔

[۲] ملاحظہ ہو: موسوعه فقه عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ ص ۳٤٦.

۲: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تلقین:

امام عبدالرزاق اور امام ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی باندی ام یاسین رحمہا اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: ''أَيْقِظُوْا الصَّبِيَّ يُصَلِّيْ وَلَوْ بِسَجْدَةٍ.''[1]

''بچے کو نماز کے لیے بیدار کرو خواہ وہ صرف ایک سجدہ ہی کرلے''۔

۳: عروہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا طرزِ عمل:

امام عبدالرزاق نے ہشام بن عروہ رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: ''كَانَ أَبِيْ يَأْمُرُ الصِّبْيَانَ بِالصَّلَاةِ إِذَا عَقَلُوْهَا، وَالصِّيَامِ إِذَا أَطَاقُوْهُ.''[2]

''جب بچے سن شعور کو پہنچتے تو میرے والد انہیں نماز کا حکم دیتے، اور جب ان میں روزہ رکھنے کی طاقت ہوتی تو انہیں روزہ رکھنے کا حکم دیتے''۔

۴: تعلیم نماز کے متعلق ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول:

بچوں کو نماز کا حکم دینے کی

[1] مصنف عبد الرزاق، کتاب الصیام، باب متی یؤمر الصبي بالصلاة ؟، رقم الروایة ۷۲۹۸، ۱۵٤/٤؛ ومصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الصلوات، متی یؤمر الصبي بالصلاة ؟، ۳٤۷/۱۔ متن میں درج کردہ الفاظ مصنف عبدالرزاق کے ہیں۔

[2] مصنف عبدالرزاق، کتاب الصیام، باب متی یؤمر الصبي بالصلاة؟، رقم الروایة ۷۲۹۳؛ ۱۵۳/٤.

اہمیت کے پیش نظر سلف صالحین مسائل نماز کی تعلیم کا سلسلہ بہت پہلے شروع کرنے کی تلقین کرتے۔ امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''يُعَلَّمُ الصَّبِيُّ الصَّلَاةَ إِذَا عَرَفَ يَمِيْنَهُ مِنْ شِمَالِهِ.''[1]

''جب بچہ دائیں اور بائیں میں فرق کرلے تو اس کو نماز سکھلائی جائے''۔

۵: ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول:

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: ''يُعَلَّمُ الصَّبِيُّ الصَّلَاةَ إِذَا عَرَفَ يَمِيْنَهُ مِنْ شِمَالِهِ [2]''۔ ''جب بچہ دائیں اور بائیں میں تمیز کرنے کے قابل ہو جائے تو اس کو نماز سکھلائی جائے''۔

۶: سلف کے طرز عمل کے متعلق ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان:

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

''كَانُوْا يُعَلِّمُوْنَ الصِّبْيَانَ الصَّلَاةَ إِذَا أَثْغَرُوْا.''[3]

---

[1] مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الصلوات، متی یؤمر الصبي بالصلاة؟، ۱/ ۳۴۷.

[2] المرجع السابق، ۱/ ۳۴۸.

[3] مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الصلوات، متی یؤمر الصبي بالصلاة؟ ۱/ ۳۴۷؛ نیز ملاحظہ ہو: مصنف عبدالرزاق، کتاب الصیام، باب متی یؤمر الصبي بالصیام؟ رقم الروایة ۷۲۹۶، ۴۰/ ۱۵۴.

''جب بچوں کے دودھ کے دانت گرتے تو وہ انہیں نماز کی تعلیم دینا شروع کر دیتے''۔

۷: سلف کے رویہ کے بارے میں ابن اثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول:

اس سلسلے میں

علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے قلم بند کیا ہے: ''كَانُوْا يُحِبُّوْنَ أَنْ يُعَلِّمُوْا الصَّبِيَّ الصَّلَاةَ إِذَا أَثْغَرَ .''[1]

''وہ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ بچپن کے دانت گرنے کے وقت سے بچے کو نماز سکھلانے کی ابتدا کی جائے''۔

اللہ اکبر! سلف صالحین بچوں کو حکمِ نماز دینے کے فرمان مصطفوی ﷺ پر ٹھیک ٹھیک عمل پیرا ہونے کا کس قدر شدید اہتمام کرتے۔ مشرق و مغرب کے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ بھی نبی کریم ﷺ کے ارشاد گرامی کی تعمیل کے لیے سلف صالحین کی طرح اپنے بچوں کو مسائل نماز کی تعلیم دیں، اور انہیں نماز کا حکم دیں۔ امت کے پچھلے لوگوں کی اصلاح انہی باتوں سے ہوگی جن سے امت کے پہلے لوگوں کی ہوئی۔

❁❁❁❁❁❁

[1] النهاية في غريب الحديث والأثر، مادة "ثغر"، ۱/۲۱۳.

بچوں کو نیکی کا حکم دینے کے دلائل وشواہد میں سے ایک یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے بچوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیتے۔

دلیل:

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: ''أَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم غَدَاةَ عَاشُوْرَاءَ إِلٰى قُرَى الْأَنْصَارِ الَّتِيْ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ: "مَنْ أَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ، وَمَنْ كَانَ أَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ".

فَكُنَّا بَعْدَ ذٰلِكَ، نَصُوْمُهُ، وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا الصِّغَارَ مِنْهُمْ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالَى. وَنَذْهَبُ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ۔ فَإِذَا بَكَى أَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ أَعْطَيْنَاهَا إِيَّاهُ عِنْدَ الْإِفْطَارِ.''[1]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس محرم کی صبح کو مدینہ کے گردو پیش انصاری بستیوں میں

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب صوم الصبيان، رقم الحديث ١٩٦٠، ٤/٢٠٠؛ وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب من أكل في عاشوراء فليكف بقية يومه، رقم الحديث ١٣٦ (١١٣٦)، ٢/٧٩٨-٧٩٩ ۔الفاظ حدیث صحیح مسلم کے ہیں۔

پیغام بھیجا: ''جو صبح سے روزے سے ہے[1] وہ اپنا روزہ پورا کرے، اور جو کچھ کھا چکا ہے وہ دن کے باقی ماندہ حصے میں اپنے روزے کو مکمل کرے[2]''۔

ہم اس کے بعد خود بھی [دس محرم کا] روزہ رکھتیں اور اپنے چھوٹے بچوں کو بھی روزہ رکھواتیں۔ ہم مسجد جاتیں تو بچوں کے لیے روئی کا کھلونا تیار کر کے لے جاتیں۔ جب ان میں سے کوئی کھانا طلب کرتے ہوئے روتا تو ہم افطاری کے وقت تک اس کو [بہلانے کی خاطر] کھلونا دے دیتیں۔

حدیث شریف کے متعلق آٹھ باتیں:

اس حدیث شریف سے معلوم ہونے والی باتوں میں سے آٹھ درج ذیل ہیں:

۱: بچوں کے روزے کے متعلق صحابہ رضی اللہ عنہم کا شدید اہتمام:

اس بات کا اظہار بچوں کو بہلانے کے لیے روئی کے کھلونے بنانے سے اور کھانے کی طلب میں ان کے رونے کے باوجود افطاری کے وقت تک انہیں کھلونوں سے بہلاتے رہنے سے ہوتا ہے۔

۲: ان بچوں کی صغر سنی:

اس حقیقت پر حضرت ربیع رضی اللہ عنہا کی بیان کردہ

---

[1] یعنی اس نے طلوع فجر کے بعد کچھ تناول نہیں کیا۔
[2] یعنی باقی ماندہ دن میں کھانے پینے سے اجتناب کرے۔

روایت میں دو باتیں دلالت کرتی ہیں:

ا: ان کا فرمانا: ''كُنَّا نُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا الصِّغَارَ .'' [ہم اپنے چھوٹے بچوں کو روزہ رکھواتیں]

ب: ان کا بیان: ''فَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ ، فَإِذَا بَكَى أَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ ، أَعْطَيْنَاهُ إِيَّاهَا.'' [ہم ان کے لیے روئی کا کھلونا تیار کر لیتی، جب ان میں سے کوئی کھانا طلب کرتے ہوئے روتا تو ہم افطاری کے وقت اس کو [بہلانے کی غرض سے] کھلونا دے دیتیں]

اور ظاہر بات ہے کہ بہلانے کی یہ کاروائی کم سن بچوں کے ساتھ کی جاتی ہے، بڑی عمر کے بچے تو کھلونوں سے بہلائے نہیں جاتے۔

۳: جائز متبادل وسائل کا اہتمام:

بچوں کی خاطر صحابہ رضی اللہ عنہم کے روئی کے کھلونے بنانے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بچوں کو نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے وقت والدین کو ان کے لیے جائز متبادل وسائل مہیا کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے جو بھلائی کے کام کرنے اور غلط کاموں سے بچنے میں بچوں کے مددگار اور معاون ثابت ہوں۔

۴: بچوں کے فرضی روزوں کا اہتمام:

روایت میں بیان کردہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی سعی اور کوشش بچوں سے نفلی روزے رکھوانے کے لیے تھی، اسی سے بچوں کے فرضی

روزوں کے بارے میں ان کے اہتمام کا ادراک کیا جا سکتا ہے۔ بچوں کے فرضی روزے رکھنے کا ذکر امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ روایت میں بھی ہے، جس میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ماہ رمضان میں ایک شخص نے شراب پی۔ اس کو امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے روبرو پیش کیا گیا تو انہوں نے اس سے فرمایا: ''وَيْلَكَ وَصِبْيَانُنَا صِيَامٌ.''

''فَضَرَبَهُ.''[1]

''تیرا ستیاناس ہو! کہ تو نے ماہ رمضان میں شراب پی ہے اور ہمارے تو بچے بھی روزے سے ہیں''۔

''پھر اس کی پٹائی کی''۔

۵: صحابہ کا بچوں کو روزے رکھوانا حکماً مرفوع ہے:

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے بچوں کو عاشوراء کا روزہ رکھنے کا جو حکم دیتے وہ حکماً مرفوع ہے، کیونکہ وہ یہ عمل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں کیا کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس سے باز نہ کیا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے میں تحریر کیا ہے:

---

[1] صحیح البخاري، کتاب الصوم، باب صوم الصبیان، رقم الحدیث ۱۶۹۰، ۲۰۰/۴ . امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو تعلیقاً روایت کیا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر کیا ہے کہ سعید بن منصور اور بغوی رحمہما اللہ تعالیٰ نے اس کو موصولاً [مکمل اسناد کے ساتھ] ذکر کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباری ۲۰۱/۴)

''جب صحابی یہ کہے: ''ہم نے نبی ﷺ کے عہد میں یہ عمل کیا تو وہ مرفوع کے حکم میں ہوگا کیونکہ آپ ﷺ کا اس کام پر خاموشی اختیار کرنا آپ کی موافقت پر دلالت کرتا ہے، اگر آنحضرت ﷺ اس عمل کو ناپسند فرماتے تو ضرور اس پر ٹوکتے''۔[1]

۶: عادت ڈالنے کی خاطر بچوں کو روزے رکھوانا:

اس حدیث شریف سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ عادت ڈالنے کے لیے بچوں کو روزے رکھوانا شرعی طور پر ثابت ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے: اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ عادت ڈالنے کی غرض سے بچوں سے روزے رکھوانا شرعاً درست ہے، کیونکہ حدیث میں ذکر کردہ عمر کے بچے تو شرعی احکام کے پابند نہ تھے، انہیں روزے رکھنے کا حکم صرف عادت بنانے کی غرض سے دیا جاتا تھا۔[2]

بہت سے علمائے امت نے بھی اس بات کی تاکید ہے۔ اسی ضمن میں ذیل میں چند ایک مثالیں پیش کی جارہی ہیں:

ا: جب بچوں میں روزے رکھنے کی طاقت ہوتی تو حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ انہیں روزے رکھنے کا حکم دیتے۔[3]

---

[1] عمدة القاري ۱۱/ ۷۰؛ نیز ملاحظہ ہو: فتح الباري ٤/ ٢٠١-٢٠٢؛ ونيل الأوطار ٤/ ٢٧٤.

[2] ملاحظہ ہو: فتح الباري ٤/ ٢٠١؛ نیز ملاحظہ ہو: عمدة القاري ١١/ ٧٠؛ ونيل الأوطار ٤/ ٢٧٣.

[3] حوالے کے لیے ملاحظہ ہو: کتاب ہذا کا ص ۷۲

ب: امام ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جب بچے میں روزہ رکھنے کی استطاعت ہوتو اس کو روزہ رکھنے کا حکم دیا جائے گا''۔[1]

ج: علامہ خرقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر کیا ہے: ''جب بچہ دس سال کا ہو جائے، اور اس میں روزے رکھنے کی طاقت ہوتو اس سے روزہ رکھوایا جائے گا''۔[2]

د: علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا عبارت کی شرح میں لکھا ہے: یعنی اس کو روزے کا پابند کیا جائے گا، روزے رکھنے کا حکم دیا جائے گا، اور اس [کے چھوڑنے] پر مارا جائے گا۔ [اور یہ ساری کاروائی اس لیے کی جائے گی] تا کہ اس کو روزہ رکھنے کی مشق ہو جائے، اور یہ بات اس کی عادت کا حصہ بن جائے، جیسا کہ اس کو نماز کا پابند کیا جاتا ہے، اور نماز [پڑھنے] کا حکم دیا جاتا ہے۔

[حضرات ائمہ] عطاء، حسن، ابن سیرین، زہری، قتادہ اور شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کی رائے یہی ہے کہ جب بچے میں روزوں کی استطاعت ہوتو اس کو روزے رکھنے کا حکم دیا جائے [امام] اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''جب وہ [بچہ] مسلسل تین دن روزہ رکھنے کے باوجود لاغر اور کمزور نہ ہوتو اس کو رمضان کے روزے رکھنے کا پابند کیا جائے گا''۔

[امام] اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جب وہ دس سال کا ہو جائے تو اس کو عادت ڈالنے کی خاطر روزے کا پابند کیا جائے''۔[3]

---

[1] مصنف عبد الرزاق، کتاب الصیام، باب متی یؤمر الصبي بالصیام؟ رقم الروایة ۷۲۹۰، ۱۵۳/٤.

[2] ملاحظہ ہو: المغني ٤/٤١٢.

[3] نیز ملاحظہ ہو: فتح الباري ٤/٢٠٠؛ وعمدة القاري ١١/٦٩.

[علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر کرتے ہیں] دس سال کی عمر میں روزے کا پابند کرنے والی بات زیادہ بہتر ہے، کیونکہ نبی ﷺ نے دس سال کی عمر میں نماز [چھوڑنے] پر بچے کو مارنے کا حکم دیا، اور روزہ کو نماز پر قیاس کرنا زیادہ درست ہے، کیونکہ وہ دونوں ایک دوسرے سے قریب ہیں، اور دونوں ہی ارکان اسلام میں سے بدنی عبادتیں ہیں، البتہ روزے میں مشقت قدرے زیادہ ہے، اسی لیے اس میں بچے کی استطاعت کو بھی پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ کتنے بچے نماز کی طاقت رکھنے کے باوجود روزے کی استطاعت نہیں رکھتے۔[1]

علمائے امت کے مذکورہ بالا اقوال میں اگرچہ اس بارے میں اختلاف نظر آتا ہے کہ انہیں کس عمر میں روزوں کا حکم دیا جائے، البتہ ان میں اس بات پر اتفاق ہے کہ جس طرح بچوں کو نماز کا حکم دیا جاتا ہے، اسی طرح انہیں روزے کا حکم بھی دیا جائے۔

۷: بچوں کو دیگر نیک اعمال کا حکم دینا:

بچوں کو صرف نماز اور روزے ہی کا حکم نہ دیا جائے گا، بلکہ والدین کی ذمہ داری ہے کہ انہیں دیگر نیک اعمال بجالانے کا حکم بھی دیتے رہیں، تاکہ بچپن ہی میں وہ ان اعمال سے آشنا ہو جائیں، ان کے ادا کرنے کی انہیں مشق ہو جائے، اور ان کا کرنا ان کی طبیعت کا حصہ بن جائے۔ حضرت ربیع رضی اللہ عنہا کی ابتدا میں بیان کردہ حدیث کے فوائد ذکر کرتے ہوئے امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے: ''اس حدیث میں یہ بات ہے کہ اگرچہ بچے شرعی احکام کے پابند

---

[1] ملاحظہ ہو: المغني ٤/٤١٢-٤١٣؛ نیز ملاحظہ ہو: المحلّٰی، مسألة ٨٠٥، ٦/٢٦٢ .

نہیں مگر پھر بھی انہیں نیک اعمال کی مشق کروانا اور عبادات کا عادی بنانا ثابت ہے۔[1]

۸: عہد نبوی ﷺ میں بچوں کی نیک کاموں میں شرکت:

نبی کریم ﷺ کے زمانہ

مبارک میں بچوں کو نیکی کے اعمال میں شریک کرنے، ان کے کرنے کی مشق کروانے، اور ان کا عادی بنانے کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ اس بارے میں چار دلائل ذیل میں ملاحظہ فرمایئے۔

۱: امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ: ''خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحٰى فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ أَتَى النِّسَآءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ.''[2]

''میں نبی ﷺ کے ساتھ عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ کے موقع پر نکلا، پس آپ نے نماز پڑھائی، پھر خطبہ ارشاد فرمایا، پھر عورتوں کے پاس تشریف لے جا کر انہیں وعظ و نصیحت فرمائی، اور صدقہ [کرنے] کا حکم دیا''۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث پر یہ عنوان قائم کیا ہے:

[باب خُرُوْجِ الصِّبْيَانِ إِلَى الْمُصَلّٰى]

[بچوں کے عیدگاہ کی طرف نکلنے کے بارے میں باب]

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قلم بند کیا ہے: عنوان باب کے ساتھ اس

---

[1] ملاحظہ ہو: شرح النووي ۸/۱٤.

[2] صحيح البخاري، كتاب العيدين، باب خروج الصبيان إلى المصلّى، رقم الحديث ۹۷۵، ۲/٤٦٤.

[حدیث] کا تعلق اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نمازِ عید کے لیے نکلنے کے وقت ابن عباس رضی اللہ عنہما بچے تھے۔[1]

ب: امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ: "حُجَّ بِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِيْنَ."[2]

"مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات سال کی عمر میں حج کروایا گیا"۔

اس حدیث کا عنوان امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یوں قائم کیا ہے:

[بَابُ حَجِّ الصِّبْيَانِ] [بچوں کے حج کے متعلق باب]

ج: امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت نقل کی ہے، اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ [انہوں نے بیان کیا] "جَمَعْتُ الْمُحْكَمَ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ."

"میں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں [اَلْمُحْكَمُ] کو جمع کر لیا تھا"۔

پس میں [سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ] نے عرض کی: "وَمَا الْمُحْكَمُ ؟"

"[المحکم] سے کیا مراد ہے؟"

انہوں نے فرمایا "اَلْمُفَصَّلُ."

---

[1] ملاحظہ ہو: عمدة القاري ٦/٢٩٧.

[2] صحيح البخاري، كتاب جزاء الصيد، باب حج الصبيان، رقم الحديث ١٨٥٨، ٤/٧١.

''اَلْمُفَصَّلُ[۱]'' [۲]

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان قائم کیا ہے:

[بَابُ تَعْلِيْمِ الصِّبْيَانِ الْقُرْآنَ]

[بچوں کو قرآن کی تعلیم دینے کے متعلق باب]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے: امام ابن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

''سَلُوْنِيْ عَنِ التَّفْسِيْرِ فَإِنِّيْ حَفِظْتُ الْقُرْآنَ وَأَنَا صَغِيْرٌ.'' [۳]

''مجھ سے تفسیر کے متعلق سوال کرو، پس یقیناً میں نے تو صغر سنی ہی میں قرآن حفظ کر لیا تھا''۔

د: علاوہ ازیں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب [الصحیح] میں ایک باب کا عنوان یوں رکھا ہے:

[باب وُضُوْءِ الصِّبْيَانِ، وَمَتَى يَجِبُ عَلَيْهِمُ الْغُسْلُ وَالطُّهُوْرُ؟، وَحُضُوْرِهِمُ الْجَمَاعَةَ وَالْعِيْدَيْنِ وَالْجَنَائِزَ وَصُفُوْفِهِمْ [۴]]

---

[۱] (المفصل) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر کیا ہے کہ [المفصل] سے مراد وہ سورتیں ہیں جن کی فصول زیادہ ہیں [یعنی ان کی آیات چھوٹی چھوٹی ہیں]، اور صحیح رائے کے مطابق وہ سورۃ الحجرات سے لے کر قرآن کریم کے آخر تک ہیں۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباري ۹/۸٤)

[۲] صحيح البخاري، كتاب فضائل القرآن، باب تعليم الصبيان القرآن، رقم الحديث ۵۰۳۶، ۹/۸۳.

[۳] فتح الباري ۹/۸٤.

[۴] صحيح البخاري، كتاب الأذان، ۲/۳٤٤.

[بچوں کے وضو کے متعلق باب، ان پر کب غسل اور طہارت واجب ہوتی ہے؟ نیز ان کی جماعت، عیدین، جنازہ میں حاضر ہونے، اور ان کی صفوں کے متعلق (باب)]

ط اور پھر انہوں نے اس باب میں سات احادیث روایت کی ہیں۔

خلاصہ گفتگو یہ ہے کہ بچوں کو نیک اعمال کا حکم دیا جائے گا تا کہ وہ بچپن ہی میں ان سے مانوس ہو جائیں، اور سن بلوغت سے پہلے ہی ان کا کرنا ان کی عادت کا حصہ بن جائے، اور زمانۂ بلوغت کے بعد ان اعمال کا بجالانا ان کے لیے بالکل آسان وسہل ہو جائے۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

۱۰

ام سلیم رضی اللہ عنہا کی بیٹے کو کلمہ شہادت کی تلقین

حضرات صحابہ ﷺ کا بچوں کو نیکی کا حکم دینے کے اہتمام کے متعلق شواہد میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کی مخالفت کے باوجود اپنے بیٹے کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبی کریم ﷺ کی رسالت کے اقرار واعلان کا حکم دیا۔

دلیل:

امام ابن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسحاق بن عبد اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت

بیان کی ہے کہ انہوں نے اپنی دادی حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے یہ بات نقل کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایمان لے آئیں۔ ابوانس ان کے شوہر جو کہ کہیں سفر میں گئے ہوئے تھے، واپس آئے تو کہنے لگے: ''أَصَبَوْتِ؟''

''کیا تو بے دین ہو چکی ہے؟''

انہوں نے جواب دیا: ''مَا صَبَوْتُ ، وَلٰكِنِّيْ آمَنْتُ بِهٰذَا الرَّجُلِ .''

''میں لا دین نہیں ہوئی بلکہ میں تو اس آدمی [رسول اللہ ﷺ] کے ساتھ ایمان لا چکی ہوں''۔

پھر انہوں نے انس۔ رضی اللہ عنہ۔ کو تلقین کرنی شروع کی کہ وہ [لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه] کہے اور [أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ ﷺ ۔] کہے۔

انس۔ رضی اللہ عنہ۔ نے ایسے ہی کیا۔

ابوانس ان سے کہنے لگے: ''لَا تُفْسِدِيْ عَلَيَّ اِبْنِيْ .''

''میرے بچے کو نہ بگاڑو''۔

فَتَقُوْلُ : "إِنِّيْ لَا أُفْسِدُهُ"

انہوں نے جواب میں کہا: ''یقیناً میں اس کو بگاڑ نہیں رہی''۔[1]

رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ اے ہمارے رب! ہماری عورتوں کو اور ہمیں بھی توحید و رسالت کی بچوں کو تلقین کا یہی جذبہ نصیب فرما۔ إِنَّكَ سَمِيْعٌ مُّجِيْبٌ ۔

❀❀❀❀❀❀

[1] ملاحظہ ہو: الطبقات الکبری ۸/۴۲۵ ؛ نیز ملاحظہ ہو: سیر أعلام النبلاء ۲/۳۰۵.

مبحث
ثانی

بچوں کو برائی سے روکنا

تمہید:

سنت مطہرہ میں بچوں کو غلط کاموں سے روکنے کا حکم دیا گیا ہے، ہمارے نبی کریم ﷺ خود بھی اس بات کا بہت اہتمام فرماتے۔ حضرات صحابہ ﷺ بھی اس سلسلے میں خصوصی توجہ دیتے۔

اللہ کریم کی توفیق سے اس مبحث میں اس بارے میں سترہ دلائل وشواہد درج ذیل عنوانوں کے تحت پیش کیے جارہے ہیں:

۱: آمدِ شب کے وقت بچوں کو باہر نکلنے سے روکنے کا حکم نبوی ﷺ۔

۲: بچے کے کچھ سر کو منڈھوانے اور کچھ کو نہ منڈھوانے کی ممانعت۔

۳: یہودیوں کے مشابہ بچوں کے بالوں پر انس رضی اللہ عنہ کا احتساب۔

۴: نبی ﷺ کا بچی کو آپ ﷺ کی طرف علم غیب منسوب کرنے پر ٹوکنا۔

۵: نبی ﷺ کا چچیرے چھوٹے بھائی کو نماز میں بائیں جانب کھڑے ہونے سے روکنا۔

۶: نبی ﷺ کا عم زاد چھوٹے بھائی کو نماز میں سونے سے روکنا۔

۷: ابن عمر رضی اللہ عنہما کا نوعمر بیٹے کی نماز میں غلطی پر احتساب۔

۸: عہد نبوی ﷺ میں بچوں کا احتساب۔

۹: نبی ﷺ کا صدقہ کی کھجور منہ میں ڈالنے پر نواسے کا احتساب۔

۱۰: نبی ﷺ کا بچے کو برتن میں ہاتھ گھمانے سے روکنا۔

۱۱: عمر فاروق کا ابن عوف رضی اللہ عنہما کے بیٹے کی ریشمی قمیض چاک کرنا۔

۱۲: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیٹے کی ریشمی قمیض چاک کرنا۔
۱۳: حذیفہ رضی اللہ عنہ کا اپنے بچوں کی ریشمی قمیض اتار پھینکنا۔
۱۴: صحابہ رضی اللہ عنہم کا بچوں کا ریشمی لباس اتار پھینکنا۔
۱۵: عائشہ رضی اللہ عنہا کا بچی کی آواز والی پازیبوں پر احتساب۔
۱۶: ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بچے کی سونے کی انگوٹھی پر احتساب۔
۱۷: سلف صالحین کا تادیب کی خاطر یتیم کو مارنا۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اس بات کا حکم دیا کہ وہ غروب آفتاب کے بعد رات کی آمد کے وقت بچوں کو باہر نکلنے سے باز رکھیں۔

دلیل:

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''إِذَا اسْتَجْنَحَ اللَّيْلُ - أَوْ كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ - فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ، فَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ. فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِّنَ الْعِشَاءِ فَخَلُّوْهُمْ.''[1]

[1] صحيح البخاري، كتاب بدء الخلق، باب صفة إبليس وجنوده، جزء ==>

''جب غروب آفتاب کے بعد رات آئے، تو اپنے بچوں کو روکے رکھو، کیونکہ اس وقت شیطان منتشر ہوتے ہیں۔ جب رات کا کچھ وقت گزر جائے تو پھر انہیں جانے دو''۔

اس حدیث شریف سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ غروب آفتاب کے بعد آمد شب کے وقت بچوں کو باہر نکلنے سے روکا جائے گا۔ اور آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کی۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔ حکمت یہ ہے کہ اس وقت شیطانوں کے منتشر ہونے کے سبب بچوں کے شر میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اور بچوں کا غلط کام کا کرنا تو بجائے خود شر ہے، اس لیے غلط کاموں سے بچوں کو بطریق اولیٰ روکا جائے گا۔

۲ بچے کے کچھ سر کو منڈھوانے اور کچھ نہ منڈھوانے کی ممانعت

بچوں کو غلط کاموں سے روکنے کی ایک دلیل یہ ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ بچے کے سر کے ایک حصے کے بالوں کو منڈھوا دیا جائے اور باقی بالوں کو رکھا جائے۔

==> من رقم الحديث ۳۲۸۰، ۳۳٦/٦.

دو دلائل:

۱: امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ یہ حدیث مجھے زہیر بن حرب نے، اور انہوں نے کہا کہ مجھے یہ حدیث یحییٰ (ابن سعید) نے اور انہوں نے عبید اللہ سے، اور انہوں نے کہا کہ مجھے اس کی خبر عمر بن نافع نے، اور انہوں نے اپنے باپ نافع سے، اور انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ: "أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْقَزَعِ." [1]

"رسول اللہ ﷺ نے [اَلْقَزَع] سے منع فرمایا"۔

اس [راوی] نے کہا: "میں نے نافع سے دریافت کیا: "وَمَا الْقَزَعُ؟"

"[اَلْقَزَع] کیا ہوتا ہے؟"

انہوں نے جواب دیا: "يُحْلَقُ بَعْضُ رَأْسِ الصَّبِيِّ وَيُتْرَكُ بَعْضٌ." [2]

"بچے کے سر کا کچھ حصہ منڈھوایا جائے اور باقی چھوڑ دیا جائے"۔

۲: نبی کریم ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا جس کے سر کے کچھ حصے کو منڈھوایا گیا تھا، اور باقی حصے کو چھوڑا گیا تھا، آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔ حضرات ائمہ

---

[1] امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر کیا ہے کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ [اَلْقَزَع] کی یہ تفسیر عبید اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کی۔ اور یہی تفسیر درست ہے۔ (ملاحظہ ہو: شرح النووي ۱۰۱/۱۴).

[2] صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب كراهية القزع، رقم الحديث ۱۱۳ (۲۱۲۰)، ۱۶۷۵/۳. امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ ملاحظہ ہو: صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب القزع، رقم الحديث ۵۹۲۰، ۳۶۳/۱ - ۳۶۴.

عبدالرزاق، احمد، ابوداود اور نسائی رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ: ''أَنَّ النَّبِيَ ﷺ رَأَى صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ شَعْرِهِ وَتُرِكَ بَعْضُهُ، فَنَهٰى عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: "اِحْلِقُوْا كُلَّهُ أَوِ اتْرُكُوْا كُلَّهُ."''[1]

''یقیناً نبی ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا کہ اس کے [سر کے] کچھ بال مونڈھ دیئے گئے تھے اور کچھ رہنے دیئے گئے تھے، آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا، اور ارشاد فرمایا: ''اس کے سارے [بال] مونڈھ دو، یا سارے رہنے دو''۔

شرح حدیث:

علامہ عظیم آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر کیا ہے۔ بعض شروح حدیث

---

[1] مصنف عبدالرزاق، كتاب الجامع، باب القزع، رقم الحديث ١٩٥٦٤، ٤٢١/١٠؛ والمسند، رقم الحديث ٥٦١٥، ١٨/٨؛ وسنن ابی داود، كتاب الترجّل، باب في الصبي له ذؤابة، رقم الحديث ٤١٨٩، ١٦٥/١١-١٦٦؛ وسنن النسائي، كتاب الزينة، الرخصة في حلق الرأس، ١٣٠/٨؛ وكتاب السنن الكبرى، كتاب الزينة، الرخصة في حلق الرأس، رقم الحديث ٩٢٩٦، ١/٥/٤٠٧. متن میں الفاظ حدیث المسند کے ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ امام ابوداود رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بخاری اور مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ کی شرط کے مطابق [صحیح اسناد] کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: رياض الصالحين ص ٦٠٢)؛ شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی [اسناد کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ١٨/٨)؛ شیخ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی [اسناد کو صحیحین کی شرط پر صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: سلسلة الأحاديث الصحيحة، ١١٥/٣؛ وصحيح سنن ابی داود ٧٩٠/٢، وصحيح سنن النسائي ١٠٣٩/٣).

میں ہے: ''اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سر کے کچھ حصے کو مونڈھنا اور کچھ کو چھوڑنا، وہ کسی بھی شکل میں ہو، خواہ آگے سے ہو یا پیچھے سے، ناجائز ہے۔ بچوں کے بارے میں جائز بات یہ ہے کہ ان کے سارے سروں کو مونڈھا جائے، یا سارے سروں کو چھوڑا جائے''۔[1]

مذکورہ بالا دونوں حدیثوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کے بالوں کے بارے میں بے توجہگی اور تساہل کی پالیسی اختیار نہ کریں کہ بچے بالوں کی جیسی شکل چاہیں اختیار کرلیں۔ ان پر لازم ہے کہ اس سلسلے میں اپنے جگر گوشوں کو شریعت الٰہیہ کی مخالفت سے بچانے کے لیے نصرت الٰہی طلب کرتے ہوئے پوری کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے بچوں کو شریعت حقہ کی مکمل پیروی کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین یا ذا الجلال والاکرام۔

❁❁❁❁❁❁

۳ — یہودیوں کے مشابہ بچوں کے بالوں پر انس رضی اللہ عنہ کا احتساب

ایک چھوٹا بچہ حجاج بن حسان نامی اپنے گھر والوں کے ہمراہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس کے سر میں دو زلفیں یا لٹیں یہودیوں کے مشابہ تھیں۔

---

[1] عون المعبود ۱۱/۱٦٦.

حضرت انس ﷺ نے ان پر اعتراض کیا، اور انہیں منڈھوانے یا کٹوانے کا حکم دیا۔

دلیل:

امام ابوداود رحمہ اللہ تعالیٰ نے حجاج بن حسان رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: ''دَخَلْنَا[1] عَلَی أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ، فَحَدَّثَتْنِي أُخْتِي الْمُغِيرَةُ، قَالَتْ: "وَأَنْتَ يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ[2]، وَلَكَ قَرْنَانِ أَوْ قُصَّتَانِ[3] فَمَسَحَ رَأْسَكَ، وَبَرَّكَ عَلَيْكَ، وَقَالَ: "اِحْلِقُوْا هٰذَيْنِ أَوْ قُصُّوْهُمَا، فَإِنَّ هٰذَا زِيُّ الْيَهُوْدِ.''[4]

ہم انس بن مالک ﷺ کے پاس آئے، میری بہن مغیرہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے [ہماری آمد کا واقعہ بیان کرتے ہوئے] کہا: ''اور تو اس وقت چھوٹا بچہ تھا، اور تیرے سر کے بالوں کی دو مینڈھیاں یا دو زلفیں تھیں، انہوں نے تیرے سر پر ہاتھ پھیرا، اور دعائے برکت کی، اور فرمایا: ''ان دونوں کو یا تو منڈھوا دو یا کٹوا دو کیونکہ یہ

---

[1] (دخلنا) ہم داخل ہوئے، مراد یہ ہے کہ میں اور میرے گھر والے آئے۔ (ملاحظہ ہو: مرقاة المفاتیح ۸/۲۶۰)

[2] (غلام) چھوٹا بچہ۔ (المرجع السابق ۸/۲۶۰)

[3] (ولك قرنان أو قصتان) اور تیرے سر کے بالوں کی دو مینڈھیاں یا دو زلفیں تھیں [أو] [یعنی یا] بعد کے راویوں کو شبہ ہوا کہ [قرنان] [دو مینڈھیاں] کا لفظ استعمال کیا گیا یا [قصتان] [دو زلفوں] کا۔ (المرجع السابق ۸/۲۶۰).

[4] سنن ابی داود، کتاب الترجّل، باب ما جاء في الرخصة، رقم الروایة ۴۱۹۱، ۱۱/۱۶۷ . اور حافظ منذری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث پر سکوت اختیار کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مختصر سنن ابی داود ۶/۱۰۰).

یہودیوں کا طریقہ ہے''۔

شرح حدیث:

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے [زَيِّ الیھود] کی شرح میں قلم بند کیا ہے: اپنی اولادوں کے بالوں کی زینت کے سلسلے میں یہ ان کا طریقہ ہے لہٰذا تم اس بارے میں ان سے جدا طریقہ اختیار کرو۔[1]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر کیا ہے: انہوں [حضرت انس رضی اللہ عنہ] نے ممانعت کی علت یہ بیان کی کہ یہ یہودیوں کا طریقہ ہے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ علت ناپسندیدہ ہے اور اس کو ختم کیا جائے۔ لہٰذا [اس روایت سے] معلوم یہ ہوا کہ یہودیوں کے طریقہ کو بالوں میں بھی نہ آنے دیا جائے۔[2]

عام مسلم گھرانوں کی کیفیت:

ایک مسلمان کے لیے دکھ اور رنج کی بات ہے کہ بہت سے مسلمان گھرانوں کے بچوں اور بچیوں کے بال بنانے اور سنوارنے میں یہود ونصاریٰ کی تقلید کی جاتی ہے، شرم وحیا سے عاری مردوں اور عورتوں کے طرز کو اپنانا باعث افتخار گردانا جاتا ہے۔ إِنَّـا لِلّٰهِ وَإِنَّـا إِلَيْـهِ رَاجِعُوْنَ، إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى الشَّكْوٰى، وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ، وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ، وَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

---

[1] ملاحظہ ہو: مرقاة المفاتيح ٨/٢٦١.

[2] ملاحظہ ہو: اقتضاء الصراط المستقيم لمخالفة أصحاب الجحيم ١/٣٤١.

اے ہمارے رب! ہم نا کاروں اور کمزوروں کے جگر کے ٹکڑوں اور ٹکڑیوں کو اور ان کی اولادوں کو اس شر سے مرتے دم تک محفوظ فرما۔ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔

❁❁❁❁❁❁

٤

نبی کریم ﷺ کا بچی کو آپ ﷺ کی طرف علم غیب منسوب کرنے پر ٹوکنا

بچوں کو غلط باتوں سے روکنے کی ایک دلیل یہ ہے کہ ایک انصاری چھوٹی بچی نے کہا کہ نبی کریم ﷺ آئندہ کل کا علم رکھتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے یہ بات سنی تو بچی کو ایسی بات کہنے سے منع فرما دیا۔

دلیل:

حضرات ائمہ بخاری، ابوداود، ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی [کہ انہوں نے بیان کیا:]

''دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَبِيْحَةَ عُرْسِيْ وَعِنْدِيْ جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَانِ وَتَنْدُبَانِ آبَائِيْ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا يَوْمَ بَدْرٍ، وَتَقُوْلَانِ فِيْمَا تَقُوْلَانِ "وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ" فَقَالَ: "أَمَّا هٰذَا، فَلَا تَقُوْلُوْهُ، مَا يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ إِلَّا اللّٰهُ".''[1]

---

[1] صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب ضرب الدف في النكاح والوليمة، رقم الحديث ٥١٤٧، ٩/٢٠٢؛ وسنن ابي داود، كتاب الأدب، باب في الغناء، رقم الحديث ٤٩١٢، ١٣/١٨٠؛ وجامع الترمذي، أبواب النكاح، ==>

''میری شادی کی صبح رسول اللہ ﷺ [ہمارے ہاں] تشریف لائے، دو ننھی بچیاں جنگ بدر میں قربان ہونے والے میرے رشتہ داروں کے بارے میں اشعار پڑھ رہی تھیں۔ اسی دوران انہوں نے کہا: ہم میں ایک ایسا نبی ہے جو کل کو ہونے والی بات سے آگاہ ہے''۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم کیا کہہ رہی ہو؟ ایسے مت کہو۔ جو کچھ کل ہوگا اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا''۔

اور صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دَعِـــيْ هـــذِهِ ،وَقُوْلِيْ بِالَّذِيْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ .''[1]

''ایسی بات نہ کہو، اس سے پہلے جو بات کہہ رہی تھی وہ ہی کہتی جاؤ''۔

شرح حدیث:

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح حدیث میں تحریر کیا ہے:''

[دَعِيْ] یعنی نبی کریم ﷺ نے اس چھوٹی لڑکی سے، جس نے کہا تھا [ہم میں ایسا نبی ہے جو کل کو پیش آنے والی بات جانتا ہے] اس سے یہ فرمایا: ''ایسے نہ کہو، کیونکہ غیب کی چابیاں تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں، اور اس کے سوا کوئی دوسرا نہیں نہیں جانتا''۔

==>باب ما جاء في إعلان النكاح ، رقم الحديث ١٠٩٦ ، ٤/١٧٨ - ١٧٩؛ وسنن ابن ماجه ، ابواب النكاح ، الغناء والدف ، رقم الحديث ١٩٠٤ ، ١/ ٣٥٠. اور متن میں الفاظ حدیث سنن ابن ماجہ کے ہیں۔

[1] صحيح البخاري ٩/٢٠٢.

(وَقُولِيْ بِالَّذِيْ تَقُوْلِيْنَ): ''یعنی واقعات جنگ اور شجاعت وغیرہ پر مشتمل جو دیگر اشعار پڑھ رہی تھیں، انہیں ہی پڑھتے رہو'' [1]

اور ترمذی کی روایت میں ہے: ''فَقَالَ لَهَا : "أُسْكُتِيْ عَنْ هٰذِهِ ، وَقُوْلِيْ الَّذِيْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ قَبْلَهَا . '' [2]

''آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''اس کے کہنے سے خاموش ہو جاؤ [یعنی اس کا کہنا چھوڑ دو]، اور اس سے جو پہلے کہہ رہی تھی وہ ہی [صرف] کہو''۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح حدیث میں تحریر کیا ہے: آنحضرت ﷺ نے اس مبالغہ آرائی سے اس لئے روکا کیونکہ اسی میں علم غیب کی نسبت آپ کی طرف کی گئی تھی، اور یہ صفت اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ﴾ [3]

[ترجمہ: کہہ دیجئے آسمانوں اور زمین والوں میں سے سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی غیب نہیں جانتا]

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے متعلق فرمایا ﴿قُلْ لَّا اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ﴾ [4] [5]

[ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ میں خود اپنی ذات کے لئے کسی نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ تعالیٰ نے چاہا، اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت

---

[1] عمدة القاري ۲۰/۱۳۵ .
[2] جامع الترمذي ٤/۱۷۸-۱۷۹ .
[3] سورة النمل /جزء من الآية ٦٥ .
[4] سورة الأعراف /جزء من الآية ۱۸۸ .
[5] فتح الباري ۹/۲۰۳ .

زیادہ منافع حاصل کر لیتا]

حدیث شریف سے مستفاد باتیں:

اس واقعہ سے معلوم ہونے والی باتوں میں

سے دو درج ذیل ہیں:

۱: ننھی بچی کا احتساب:

بلا شک وشبہ ہمارے نبی کریم ﷺ تمام مخلوق میں سے

بچوں کے ساتھ سب سے زیادہ شفقت و پیار کرنے والے تھے، لیکن اس کے باوجود جب ننھی بچی نے غلط بات کہی تو آپ نے خاموشی اختیار نہ کی بلکہ فوراً اس کا احتساب کیا۔

۲: بچوں کے احتساب کے متعلق اہل اسلام کی ذمہ داری:

اہل اسلام کی

یہ ذمہ داری ہے کہ جب غیر اللہ کی قسم، توحید کے منافی کلمات، شان رسالت کے متصادم عبارات، مقام اہل بیت اور صحابہ سے متعارض گفتگو، گالی وگلوچ، غیبت، چغل خوری، جھوٹ، بہتان، تمسخر، برے نام سے کسی کو پکارنا، شرف وحیا کے منافی گانے اور اسی طرح کی دیگر خلاف شرع باتیں بچوں کی زبانوں سے سنی جائیں، تو بچوں کی صغرسنی کی آڑ میں خاموشی اختیار نہ کی جائے، بلکہ ایسی باتوں پر ٹوکا اور روکا جائے۔

اے ہمارے رب! ہمیں نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ کو زندگی کے ہر گوشے اور شعبے میں مکمل طور پر اپنانے کی توفیق عطا فرما۔ إِنَّكَ سَمِيْعٌ مُّجِيْبٌ۔
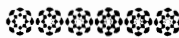
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک رات اپنی خالہ محترمہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بسر کی، اور تب وہ بچے تھے۔ نبی کریم ﷺ دوران شب تہجد کے لیے اٹھے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور آنحضرت ﷺ کی بائیں جانب کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے انہیں پکڑا، اور اپنے دائیں جانب کھڑا کر دیا۔

دلیل:

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: ''بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ لَيْلَةً، فَنَامَ النَّبِيُّ ﷺ، فَلَمَّا كَانَ فِيْ بَعْضِ اللَّيْلِ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَتَوَضَّأَ مِنْ شَنٍّ مُعَلَّقٍ وَضُوْءًا خَفِيْفًا، يُخَفِّفُهُ عَمْرٌو، وَيُقَلِّلُهُ جِدًّا، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ، فَقُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ نَحْوًا مِمَّا تَوَضَّأَ، ثُمَّ جِئْتُ، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، فَحَوَّلَنِيْ، فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهِ، ثُمَّ صَلّٰى مَا شَآءَ اللّٰهُ.........'' الحدیث [1]

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب وضوء الصبيان ......، جزء من رقم الحديث ٨٥٩، ٢/٣٤٤؛ وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه، رقم الحديث ١٨٦ (٧٦٣)، ١/٥٢٨ ۔ الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

''میں نے ایک رات اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بسر کی۔ دوران رات رسول اللہ ﷺ اٹھے اور ایک لٹکائے ہوئے مشکیزے سے ہلکا سا وضو کیا۔

عمرو[1] رحمہ اللہ تعالیٰ اس وضو کو بہت ہی خفیف اور ہلکا بیان کرتے۔ پھر آنحضرت ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ پس میں اٹھا، اور قریب قریب آپ ہی کی طرح وضو کیا، پھر میں آیا اور آپ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا، آپ نے مجھے پھیر کر اپنی دائیں جانب کر دیا۔ پھر آپ نے [اتنی] نماز پڑھی جس قدر مشیئت الٰہی تھی.........الحدیث''۔

واقعے سے مستفاد باتیں:

اس واقعہ سے معلوم ہونے والی باتوں میں سے تین درج ذیل ہیں:

ا: وقتِ احتساب ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بچہ ہونا:

آنحضرت ﷺ نے جب ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آپ ﷺ کے دائیں جانب کھڑے ہونے کی بجائے بائیں جانب کھڑے ہونے کی غلطی پر احتساب کیا تو تب وہ نابالغ بچے تھے۔

ان کی صغرسنی آپ ﷺ کے ان پر احتساب کی راہ میں حائل نہ ہوئی۔ ان کے تب کم سن ہونے کی دلیل یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان قائم کیا ہے:

---

[1] (عمرو) حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی۔

[باب وُضُوْءِ الصِّبْيَانِ، وَمَتَى يَجِبُ عَلَيْهِمُ الْغُسْلُ وَالطُّهُوْرُ؟][1]

[بچوں کے وضو کے متعلق باب اور ان پر غسل اور طہارت کب واجب ہوتی ہے؟]

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی شرح میں تحریر کیا ہے: ''عنوان کے پہلے حصے سے [حدیث کی] مطابقت ہے، کیونکہ اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے وضو کا ذکر ہے، انہوں نے بیان کیا: ''پس میں نے قریب قریب آپ ﷺ ایسا وضو کیا'' اور تب وہ چھوٹے تھے''۔[2]

۲: حالتِ نماز میں احتساب کرنا:

اس واقعہ میں ایک انتہائی قابل توجہ بات یہ ہے کہ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بائیں جانب کھڑے ہونے کی غلطی کی اس وقت ہمارے نبی کریم ﷺ حالت نماز میں تھے، لیکن آپ ﷺ کی نماز میں مشغولیت بچے کے احتساب کی راہ میں رکاوٹ نہ بنی۔

اس کے برعکس دین سے تعلق والے بہت سے والدین ایسے ہیں کہ کثرت نوافل، تلاوت قرآن کریم اور ذکر کا خوب اہتمام کرتے ہیں، حلقات تعلیم اور وعظ ونصیحت کی مجالس میں بھرپور شرکت کرتے ہیں، دینی کیسٹوں کو صبح وشام خوب توجہ اور شوق سے سنتے ہیں، حج وعمرے کے لیے بکثرت سفر کرتے ہیں، دعوت وتبلیغ کے لیے

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الأذان، ٢/٣٤٤.

[2] عمدة القاري ٦/١٥٤.

جوش وخروش سے نکلتے ہیں، لیکن اس سب کچھ کے باوجود اپنے بچوں کے احتساب سے چشم پوشی کرتے ہیں۔ ان کے بچے اور بچیاں ہی نہیں بلکہ بالغ اولاد بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے پروگراموں کے سننے دیکھنے میں مگن ہیں، اور بسا اوقات شیطانی مراکز کو رونق بخشنے والے اور شرور وفساد کی کاروائیوں میں بھرپور حصہ لینے والے ہوتے ہیں، لیکن [دین والے والدین] اپنی ہی عبادت وریاضت، ذکر وفکر، دعوت دین اور سربلندی اسلام کی سرگرمیوں میں مشغول ہیں۔

ایسے [دین سے تعلق والے باپ اور مائیں] اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کریں، اور اس حقیقت کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ نجات، کامیابی اور کامرانی صرف اور صرف سرور دو عالم حضرت محمد ﷺ کے اسوہ حسنہ کو زندگی کے تمام گوشوں اور پہلوؤں میں اپنانے میں ہے۔﴿وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾[1]

۳: دیگر عبادات میں غلطی پر بچوں کا احتساب:

اگر بچے وضو، نماز، روزہ، عمرہ، حج یا کسی بھی عبادت کے کام میں غلطی کریں تو ان کی اصلاح کی جائے گی، ان کی صغرسنی کے پیش نظر ان پر احتساب سے چشم پوشی اور صحیح بات کی طرف ان کی راہ نمائی میں بخل نہ کیا جائے گا۔

❁❁❁❁❁❁

[1] سورة الأحزاب / جزء من الآية ۷۱.

٦
نبی ﷺ کا عم زاد چھوٹے بھائی کو نماز میں سونے سے روکنا

جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنی خالہ محترمہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں نماز تہجد میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھڑے ہوئے تو صغرسنی کے سبب انہیں نیند آنے لگی۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں دوران نماز سونے نہ دیا۔ جب بھی ان پر نیند کا جھونکا آتا آپ ان کا کان کھینچ دیتے۔

دلیل:

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: ''**بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِنْتِ الْحَارِثِ ، فَقُلْتُ لَهَا : "إِذَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَيْقِظِيْنِيْ ." فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ . فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ الْأَيْسَرِ ، فَأَخَذَ بِيَدِيْ ، فَجَعَلَنِيْ مِنْ شِقِّهِ الْأَيْمَنِ ، فَجَعَلْتُ إِذَا أَغْفَيْتُ يَأْخُذُ بِشَحْمَةِ أُذُنِيْ .**'' الحدیث[1]

''میں نے ایک رات اپنی خالہ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے ہاں بسر کی، میں نے ان سے کہا: ''جب رسول اللہ ﷺ اٹھیں تو مجھے بھی جگا دیجیے''۔

---

[1] صحیح مسلم ، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا ، باب الدعاء في صلاۃ اللیل وقیامہ ، جزء من رقم الحدیث ۱۸۵ (۷٦۳) ، ۱/۵۲۸ .

رسول اللہ ﷺ [نماز کے لیے] کھڑے ہوئے تو میں آپ کی بائیں جانب کھڑا ہوگیا۔ آپ نے میرے ہاتھ کو تھاما اور مجھے اپنی دائیں جانب کر دیا [دوران نماز] جب بھی میں سوتا تو آپ میرے کان کے گوشت کو پکڑتے''۔

ایک دوسری روایت میں ہے: ''فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَأْسِيْ وَأَخَذَ بِأُذُنِيْ الْيُمْنٰى يَفْتِلُهَا.''[1]

''رسول اللہ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرے دائیں کان کو پکڑ کر مروڑ دیا''۔

حدیث شریف سے مستفاد باتیں:

اس حدیث شریف سے معلوم ہونے والی باتوں میں سے تین درج ذیل ہیں:

۱: دوران نماز بچے کے سونے پر احتساب:

نبی کریم ﷺ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے دوران نماز سونے پر احتساب کیا۔ ان کی کم عمری کے سبب ان پر احتساب کو ترک نہ کیا۔

۲: بچے پر احتساب میں شفقت:

دوران نماز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر

---

[1] صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه، جزء من رقم الحديث ١٨٢ (٧٦٣)، ١/٥٢٧.

جب نیند کا جھونکا آتا تو آنحضرت ﷺ شفقت سے اپنا دست مبارک ان کے سر پر رکھ دیتے، اور محبت و پیار سے ان کے دائیں کان کو مروڑ دیتے۔

اللہ اکبر! ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سعادت وخوش بختی کے کیا کہنے! محبوب رب العالمین ﷺ شفقت و پیار نے ان کے سر پر دست مبارک رکھا اور محبت سے ان کے کان کو مروڑا۔ **ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ**۔

اور ہمارے نبی کریم ﷺ کے بچے سے اس پیار بھرے احتساب میں کچھ تعجب کی بات نہیں کہ انہیں تو اللہ تعالیٰ نے جہاں والوں کے لیے سراپا رحمت بنا کر مبعوث فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿**وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ**﴾[1] اور اہل ایمان کے لیے شفیق اور مہربان بنایا۔ فرمان مولائے کریم ہے: ﴿**لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ**﴾[2]

۳: حالتِ نماز میں احتساب کرنا:

اس واقعہ میں ایک انتہائی قابل توجہ بات یہ بھی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے نماز کی حالت ہی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما پر

---

[1] سورۃ الأنبیاء/الآیۃ ۱۰۷۔ [ترجمہ اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہاں والوں کے لیے رحمت بنا کر]

[2] سورۃ التوبۃ / الآیۃ ۱۲۸۔ [ترجمہ: یقیناً تمہارے پاس تمہاری جنس میں سے ایک رسول تشریف لائے ہیں، جن پر تمہاری مشقت کی بات بہت گراں گزرتی ہے، تمہاری منفعت کے بہت خواہش مند رہتے ہیں، ایمان داروں کے ساتھ بہت ہی شفیق اور مہربان ہیں]

احتساب کیا۔ نماز کی مشغولیت آپ کے احتساب کی راہ میں رکاوٹ نہ بنی۔ یہ بات بلاشک وشبہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی نگاہ میں بچوں کے احتساب اور صحیح باتوں کی طرف ان کی راہ نمائی کی بہت زیادہ اہمیت تھی۔

والدین اس بات کا خصوصی خیال رکھیں کہ عبادات میں ان کی مشغولیت بچوں کے احتساب میں کوتاہی، سستی یا غفلت کا سبب نہ بنے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے نوعمر بیٹے کو نماز میں چوکڑی مارے بیٹھے دیکھا تو ایسے بیٹھنے سے منع فرمایا۔

دلیل:

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے عبداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت نقل کی ہے کہ:

''أَنَّهُ كَانَ يَرَى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَتَرَبَّعُ فِيْ الصَّلَاةِ إِذَا جَلَسَ ، فَفَعَلْتُهُ ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيْثُ السِّنِّ . فَنَهَانِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا .

وَقَالَ : "اِنَّمَا سُنَّةُ الصَّلاَةِ اَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنٰى ، وَتُثْنِيَ الْيُسْرٰى".

فَقُلْتُ : "إِنَّكَ تَفْعَلُ" .

فَقَالَ : "إِنَّ رِجْلَيَّ لاَ تَحْمِلاَنِيْ ." [1]

''یقیناً وہ حالتِ نماز میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو چوکڑی مارے بیٹھے دیکھتے تھے، [اسی وجہ سے] میں نے ایسے ہی کیا [2] اور تب میں نوعمر تھا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے ایسا کرنے سے روکا۔ اور فرمایا: ''یقیناً نماز کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ تو [بیٹھنے کے وقت] دائیں قدم کو کھڑا کر، اور بائیں قدم کو بچھا دے''۔

میں نے عرض کی: ''یقیناً آپ تو [میری طرح ہی] کرتے ہیں''۔

انہوں نے فرمایا: ''میرے قدم میرا [بوجھ] نہیں اٹھا سکتے''۔

قصے سے مستفاد باتیں:

اس واقعے سے معلوم ہونے والی باتوں میں سے دو درج ذیل ہیں:

ا: بچے کا احتساب:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے پر احتساب کے وقت ان کے بیٹے چھوٹے تھے۔

---

[1] صحيح البخاري ، كتاب الأذان ، باب سنة الجلوس في التشهد ، رقم الحديث ۸۲۷ ، ۳۰۵/۲ .

[2] یعنی میں بھی حالت نماز میں چوکڑی مار کر بیٹھا۔

مذکورہ بالا روایت میں ہے: ''وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيْثُ السِّنِّ .'' ''[میں تب نو عمر تھا] ''۔

[حَدِيْثُ السِّنِّ] کی شرح میں حاشیہ الموطأ میں لکھا ہے: ''صَغِيْرٌ لَمْ أُمَيِّزْ بَيْنَ فِعْلِ الْعُذْرِ وَغَيْرِهِ.''[1]

''چھوٹا [تھا] عذر کے سبب اور بلا عذر کام میں تمیز کرنے کی صلاحیت نہ تھی''۔

۲: بچے کا نماز میں غلطی پر احتساب:

نوعمر بچے پر اگرچہ نماز فرض نہیں ہوتی،
لیکن پھر بھی نماز میں غلطی کے ارتکاب کی صورت میں اس کا احتساب کیا جائے گا۔
بیٹے کی نوعمری نماز میں غلطی پر احتساب کی راہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے رکاوٹ نہ بنی۔

❁❁❁❁❁❁

---

[1] حواشي كشف المغطّاعن وجه الموطأ ص۷۲ ، هامش ۱ .

۸

عہد نبوی ﷺ میں بچوں کا احتساب

نبی کریم ﷺ منیٰ میں لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے، گدھی پر سوار حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آئے، اور صف کے ایک حصے کے آگے سے گزر گئے، کسی نے بھی ان کے گزرنے پر نہ ٹوکا، اور اس وقت وہ نابالغ لڑکے تھے۔

دلیل:

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: ''أَقْبَلْتُ عَلٰى حِمَارٍ أَتَانٍ ـ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْإِحْتِلَامَ ـ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ بِمِنٰى إِلٰى غَيْرِ جِدَارٍ . فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ ، وَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْتَعُ ، فَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ، فَلَمْ يُنْكِرْهُ ذٰلِكَ عَلَيَّ . ''[1]

''رسول اللہ ﷺ منیٰ میں دیوار کے سترے کے بغیر لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے، میں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا، اور صف کے ایک حصے کے آگے سے گزرا، اور گدھی کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا، اور خود صف میں شامل ہو گیا، کسی نے اس پر مجھے ٹوکا

[1] صحيح البخاري ، كتاب العلم ، باب متى يصحّ سماع الصغير ؟ ، رقم الحديث ٧٦ ، ١/١٧١.

نہیں، اور تب میں سن بلوغت کے قریب پہنچ چکا تھا''۔

قصے سے معلوم ہونے والی باتیں:

اس واقعہ سے معلوم ہونے والی باتوں میں

سے دو درج ذیل ہیں:

۱: ابن عباس رضی اللہ عنہما کا نابالغ ہونا:

تب ابن عباس رضی اللہ عنہما نابالغ تھے:

اس پر ان کا یہ قول دلالت کناں ہے: ''وَأَنَا يَوْمَئِذٍ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَام ۔'''' اور میں تب سن بلوغت کے قریب پہنچ چکا تھا''۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس قول کی شرح میں تحریر کیا ہے: یعنی بلوغ شرعی کے قریب پہنچ چکا تھا۔[1]

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث پر جو عناوین باندھے ہیں وہ بھی اسی بات پر دلالت کرتے ہیں۔ کتاب العلم میں انہوں نے درج ذیل عنوان باندھا ہے:

[بَابُ مَتٰى يَصِحُّ سِمَاعُ الصَّغِيْرِ][2]

[چھوٹے بچے کا سماع کب صحیح ہونے کے متعلق باب]

انہوں نے کتاب جزاء الصید میں عنوان یوں قائم کیا ہے:

[بَابُ حَجِّ الصِّبْيَانِ]

[بچوں کے حج کے متعلق باب][3]

---

[1] ملاحظہ ہو: فتح الباري ۱/۱۷۱.
[2] صحيح البخاري ۱/۱۷۱.
[3] المرجع السابق، رقم الحديث ۱۸۵۷، ۴/۷۱.

۲: عہد نبوی میں بچوں پر احتساب کا معروف ہونا:

دوران جماعت مقتدیوں کے

آگے سے گزرنے کے جواز پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس بات سے استدلال کیا کہ کسی بھی صحابی نے ان کے گزرنے پر اعتراض نہ کیا۔ اسی بارے میں امام ابن دقیق عید رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر کیا: ''عدم انکار سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے [گزرنے کے] جواز پر استدلال کیا''۔[1]

اسی بات سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ استدلال بھی کیا ہے کہ امام کا سترہ مقتدیوں کے لیے بھی کافی ہوتا ہے، ایک مقام پر انہوں نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان قائم کیا ہے:

[بَابُ سُتْرَةُ الْإِمَامِ سُتْرَةُ مَنْ خَلْفَهُ][2]

[امام کا سترہ اپنے مقتدیوں کا سترہ ہونے کے متعلق باب]

اگر عہد نبوی ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ میں نابالغ لڑکوں پر احتساب کا طریقہ نہ ہوتا تو ان کا یہ استدلال بجا نہ ہوتا، کیونکہ کوئی کہہ سکتا تھا کہ حضرات صحابہ کے احتساب نہ کرنے کا سبب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا نابالغ ہونا تھا، لیکن چونکہ نابالغ بچوں پر اس مبارک زمانے میں احتساب کرنا ایک معروف اور مسلمہ حقیقت تھی اس لیے ان کا استدلال صحیح اور درست ٹھہرا۔ وَاللّٰہُ تعالٰی أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ۔

❁❁❁❁❁❁

---

[1] منقول از فتح الباري ۱/۵۷۲ ؛ نیز ملاحظہ ہو: صحیح البخاري ۱/۱۷۲.

[2] صحیح البخاري ، کتاب الصلاۃ ،رقم الحدیث ۴۹۳ ، ۱/۵۷۱.

نبی کریم ﷺ کے پاس صدقہ کی کھجوریں لائی گئیں۔ آپ کے نواسے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ایک کھجور کو اٹھایا اور اپنے منہ میں ڈال لی۔ آنحضرت ﷺ نے کھجور کے اٹھانے پر جھڑکا، اور اس کے کھانے سے منع کر دیا۔

دلیل:

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: ''أَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا تَمْرَةً مِّنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ ، فَجَعَلَهَا فِيْ فِيْهِ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "كِخْ كِخْ" لِيَطْرَحَهَا ثُمَّ قَالَ : "أَمَا شَعَرْتَ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ" . ''[1]

''حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور کو اٹھایا اور اس کو اپنے منہ میں ڈال دیا، نبی ﷺ نے فرمایا: ''کخ کخ'' تاکہ وہ اس [کھجور] کو پھینک دیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یقیناً ہم صدقہ نہیں کھاتے''۔

[1] صحيح البخاري ، كتاب الزكاة ، باب ما يُذكر في صدقة النبي ﷺ ، رقم الحديث ١٤٩١ ، ٣/٣٥٤ .

واقعے کے متعلق چار باتیں:

اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ سمجھنے کے لیے قارئین کرام درج ذیل چار باتوں کی طرف توجہ فرمائیں:

ا: آنحضرت ﷺ کا نواسے کو جھڑکنا:

رحمت دو عالم ﷺ نے صدقہ کی کھجور منہ میں ڈالنے پر اپنے پیارے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو جھڑکا۔ اس پر درج ذیل دو باتیں دلالت کرتی ہیں:

ا: آپ ﷺ نے انہیں بایں الفاظ مخاطب فرمایا: ''کِخْ کِخْ''۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی شرح میں تحریر فرمایا: ''یُقَالُ بِإِسْكَانِ الْخَاءِ، وَيُقَالُ: بِكَسْرِهَا مَعَ التَّنْوِيْنِ: وَهِيَ كَلِمَةُ زَجْرٍ عَنِ الْمُسْتَقْذِرَاتِ.''[1] [یہ کلمہ [خ] کے سکون کے ساتھ ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ [خ] کی زیر اور تنوین کے ساتھ ہے۔ اور یہ لفظ گندی چیزوں سے جھڑکنے کے لیے ہے]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے قلم بند کیا: ''وَهِيَ زَجْرٌ لِلصَّبِيِّ عَمَّا يُرِيْدُ فِعْلَهُ.''[2] [جس کام کو بچہ کرنا چاہے اس سے جھڑکنے کے لیے یہ لفظ ہے]

ب: نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''أَمَا شَعَرْتَ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ.'' [کیا تجھے معلوم نہیں کہ یقیناً ہم صدقہ نہیں کھاتے؟''] حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ

---

[1] ریاض الصالحین ص ۱٦۱.

[2] فتح الباري ۳/۳۵۵.

نے اپنی شرح میں قلم بند فرمایا: ''[صحیح البخاری میں [کتاب] الجہاد میں ہے [أَمَا تَـعْـرِفُ ؟] [کیا تو جانتا نہیں؟] اور [صحیح] مسلم [کی روایت] میں ہے [أَمَـا عَـلِمْتَ؟] [کیا تو نے جانا نہیں؟] یہ الفاظ واضح بات کے متعلق استعمال کیے جاتے ہیں، چاہے مخاطب اس سے آگاہ نہ بھی ہو، اور معنی یہ ہے کہ اتنی واضح بات تجھ پر کیسے مخفی رہی، اور اس میں ڈانٹ [لا تَـفْـعَلْ] [نہ کرو] کے الفاظ سے زیادہ بلیغ ہے۔[1]

۲: آنحضرت ﷺ کا کھجور پھینکنے کا حکم دینا:

آنحضرت ﷺ نے کھجور منہ پر ڈالنے کے سبب جھڑکنے پر ہی اکتفا نہ فرمایا بلکہ اپنے پیارے نواسے رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اس کو منہ سے پھینک دیں۔

درج ذیل دو روایات اس بات پر دلالت کناں ہیں:

ا: صحیح مسلم میں ہے: ''کِـخْ کِخْ . اِرْمِ بِهَـا . أَمَـا عَـلِـمْتَ أَنَّـا لَا نَـأْكُلُ الصَّدَقَةَ؟''[2]

[کخ کخ ، اس کو پھینک دو ۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم یقیناً صدقہ نہیں کھاتے؟]

ب: مسند احمد میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''أَلْـقِهَـا فَـإِنَّهَـا لَا

---

[1] فتح الباري ۳/۳۵۵.

[2] صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب تحريم الزكاة على رسول الله ﷺ وعلى آله، جزء من رقم الحديث ۱۶۱ (۱۰۶۹)، ۲/۷۵۱.

تَحِلُّ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ - ﷺ - وَلَا لِأَحَدٍ مِنْ أَھْلِ بَیْتِہِ . ''[1]

[اس کو پھینک دو کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے اہل بیت میں سے کسی کے لیے جائز نہیں]

۳: آنحضرت ﷺ کا کھجور کو خود منہ سے نکال پھینکنا:

نبی کریم ﷺ مذکورہ بالا دونوں باتوں پر نہ رکے، بلکہ اپنے پیارے نواسے رضی اللہ عنہ کے منہ سے کھجور کو خود نکال پھینکا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: ''کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُؤْتٰی بِالتَّمْرِ عِنْدَ صِرَامِ النَّخْلِ فَیَجِيْءُ ھٰذَا بِتَمْرِہِ، وَھٰذَا مِنْ تَمْرِہِ، حَتّٰی یَصِیْرَ عِنْدَہُ کَوْمًا مِّنْ تَمْرٍ، فَجَعَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْھُمَا یَلْعَبَانِ بِذٰلِکَ التَّمْرِ، فَأَخَذَ أَحَدُھُمَا تَمْرَۃً فَجَعَلَھَا فِيْ فِیْہِ . فَنَظَرَ إِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ، فَأَخْرَجَھَا مِنْ فِیْہِ، فَقَالَ: "أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ آلَ مُحَمَّدٍ - ﷺ - لَا یَأْکُلُوْنَ الصَّدَقَۃَ؟". ''[2]

''کھجوروں کے پکنے پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کھجوریں لائی جاتیں۔ کچھ کھجوریں یہ لاتا، کچھ وہ لاتا، یہاں تک کہ آپ کے ہاں کھجوروں کا ڈھیر لگ جاتا۔ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما ان کھجوروں سے کھیلا کرتے، [ایک موقع

---

[1] المسند، جزء من رقم الحدیث ۱۷۲۳، ۳/۱۶۹ - ۱۷۰ عن الحسن بن علي رضی اللہ عنھما . شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی [اسناد کو صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ھامش المسند ۳/۱۶۹).

[2] صحیح البخاري، کتاب الزکاۃ، باب أخذ صدقۃ التمر عند صرام النخل، وھل یترک الصبي فیمس تمر الصدقۃ؟ رقم الحدیث ۱۴۸۵، ۳/۳۵۰-۳۵۱.

پر] ان میں سے ایک نے ایک کھجور کو پکڑا اور منہ میں ڈال لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا، اور کھجور کو اس کے منہ سے نکال پھینکا، اور ارشاد فرمایا: ''کیا تجھے علم نہیں کہ آل محمد ﷺ یقیناً صدقہ نہیں کھاتے؟''

۴: آنحضرت ﷺ کا بچے کو کھجور کھانے دینے کی تجویز مسترد کرنا:

مجلس میں موجود ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کی خدمت یہ تجویز پیش کی کہ بچے کو کھجور کھا لینے دیجیے، تو آپ نے اس تجویز کو مسترد فرمادیا۔ مسند امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ میں ہے: ''فَقِيْلَ: "يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ هٰذِهِ التَّمْرَةِ لِهٰذَا الصَّبِيِّ"؟

قَالَ: "وَإِنَّا آلُ مُحَمَّدٍ - ﷺ - لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ.''[1]

''کہا گیا [یعنی تجویز پیش کی گئی:] اے اللہ کے رسول - ﷺ - اس بچے کو یہ کھجور تناول کرنے دینے میں آپ کا تو کچھ حرج نہیں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً ہم آل محمد - ﷺ - ہمارے لیے صدقہ جائز نہیں''۔

قصے سے مستفاد باتیں:

اس قصے سے معلوم ہونے والی باتوں میں سے چار درج ذیل ہیں:

---

[1] المسند، جزء من رقم الحديث ۱۷۲۷، ۱۷۱/۳ ۔ شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی [اسناد کو صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۱۷۱/۳)

۱: ممنوعہ چیزوں سے بچوں کا دور رہنا:

جن ممنوعہ چیزوں سے بڑے بچتے ہیں بچوں کو بھی ان سے دور رہنا چاہیے [1] شیخ عمر سنامی نے تحریر کیا ہے: ''شراب کا پینا اور مردار کا کھانا بچے پر حرام ہے''۔ [2]

۲: سرپرست حضرات کی ذمہ داری:

سرپرست حضرات کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو ممنوعہ چیزوں سے دور رکھیں اور ان کے کھانے سے روکیں۔ شرح حدیث میں امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر کیا ہے: ''حدیث میں یہ بات ہے کہ جن چیزوں سے بڑی عمر کے لوگوں کو بچایا جاتا ہے ان سے بچوں کو بھی بچایا جائے گا، اور ایسا کرنا ولی پر واجب ہے''۔ [3]

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے: ''اس میں یہ بات بھی ہے کہ اولیاء کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بچوں کو سرزنش کریں، ان کے اور ممنوعہ چیزوں کے درمیان حائل ہو جائیں۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ آپ ﷺ نے حسن رضی اللہ عنہ کے منہ سے صدقہ کی کھجور کو نکال پھینکا، اور تب وہ بچے تھے، ان پر فرائض کی پابندی لازم نہ ہوئی تھی اور نہ ہی ان پر شرعی احکام لاگو ہوئے تھے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بچے اور مجنون کے سرپرست پر لازم ہے کہ اگر وہ دیکھیں کہ انہوں نے

---

[1] ملاحظہ ہو: عمدة القاري ۹/۸۱.

[2] نصاب الاحتساب ص ۵۰.

[3] شرح النووي ۷/۱۵۷ .

پینے کی خاطر شراب کو، یا کھانے کے ارادے سے خنزیر کے گوشت کو، یا ضائع کرنے کی خاطر کسی کے مال کو پکڑا ہوا ہے تو وہ ان کاموں سے انہیں منع کر دیں، اور ان اعمال کے ارتکاب کی راہ میں رکاوٹ بن جائیں''۔[1]

علمائے امت کے اقوال:

علاوہ ازیں بہت سے علمائے امت نے بھی بچوں کو ممنوعہ اعمال اور چیزوں سے بچانے کی تاکید کی ہے۔

ذیل میں اس بارے میں چھ علمائے امت کے اقوال پیش کیے جا رہے ہیں:

۱: امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول:

حافظ ابوبکر خلال رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت نقل کی ہے کہ [امام] ابوبکر مروزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بتلایا کہ ''سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ كَسْرِ الطُّنْبُوْرِ.

قَالَ: "يُكْسَرُ".

قُلْتُ: "اَلطُّنْبُوْرُ الصَّغِيْرُ يَكُوْنُ مَعَ الصَّبِيِّ".

قَالَ: "يُكْسَرُ أَيْضًا، إِذَا كَانَ مَكْشُوْفًا فَاكْسِرْهُ".''[2]

''میں نے ابوعبداللہ [امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ] سے طنبور[3] کے توڑنے کے

---

[1] عمدة القاري ۹/۸۱؛ نیز ملاحظہ ہو: فتح الباري ۳/۳۵۵.

[2] كتاب "الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر"، باب ذكر الطنبور، ص ۶۷-۶۸.

[3] (الطنبور) آلات موسیقی میں سے ایک آلہ (ستار) جو گول پیٹ اور لمبی گردن رکھتا ہے اس پر تاریں لگی ہوتی ہیں۔

بارے میں پوچھا''۔

انہوں نے فرمایا: [اس کو] توڑا جائے گا''۔

میں نے عرض کی: ''چھوٹا سا طنبور اگر بچے کے پاس ہو [تو اس کا کیا حکم ہے؟]''

انہوں نے فرمایا: ''اس کو بھی توڑا جائے گا۔ جب وہ کھلا ہو [یعنی سامنے نظر آئے] تو اس کو توڑ دے''۔

ب: علامہ غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول:

انہوں نے قلم بند کیا ہے: ''مَنْ رَأَى صَبِيًّا أَوْ مَجْنُوْنًا يَشْرَبُ الْخَمْرَ فَعَلَيْهِ أَنْ يُرِيْقَهُ وَيَمْنَعَهُ.''[1]

جو بچے یا مجنون کو شراب پیتے دیکھے اس پر لازم ہے کہ وہ اس [شراب] کو انڈیل دے، اور اس کو اس [کے پینے] سے منع کر دے۔

ج: شیخ ابن مفلح رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول:

انہوں نے تحریر کیا ہے: ''فَمَنْ رَأَى صَبِيًّا أَوْ مَجْنُوْنًا يَشْرَبُ الْخَمْرِ فَعَلَيْهِ أَنْ يُهْرِقَ خَمْرَهُ وَيَمْنَعَهُ، وَكَذٰلِكَ أَنْ يَمْنَعَهُ مِنَ الزِّنَا وَإِتْيَانِ الْبَهَائِمِ.''[2]

---

[1] ملاحظہ ہو: إحياء علوم الدين ٢/٣٢٤؛ نیز ملاحظہ ہو: أيضاً ٢/٣٢٧؛ ومختصر منهاج القاصدين ص ١٣٤-١٣٥؛ وتنبيه الغافلين عن أعمال الجاهلين ص ٣٧.

[2] الآداب الشرعية ١/٢٠٩.

''پس جو بچے یا مجنون کو شراب پیتے دیکھے اس پر لازم ہے کہ وہ اس [شراب] کو پھینک دے، اور اس کو اس [کے پینے] سے روک دے۔ اسی طرح اس کو زنا اور جانوروں کے ساتھ برائی کے ارتکاب سے منع کر دے''۔

د: شیخ مرداوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا شعر:

شیخ محمد بن عبدالقوی مرداوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں اپنے موقف کو شعر کی صورت میں بایں الفاظ بیان کیا ہے:

''وَأَنْكِرْ عَلَى الصِّبْيَانِ كُلَّ مُحَرَّمٍ ☆ لِتَأْدِيبِهِمْ وَالْعِلْمِ فِي الشَّرْعِ بِالرَّدِيْءِ''[1]

''بچوں کو ادب سکھلانے اور شریعت کی نگاہ میں گھٹیا کام سے آگاہ کرنے کی خاطر ہر ناجائز کام پر ٹوک دیجیے''۔

ہ: شیخ صالحی رحمہ اللہ تعالیٰ کی شرح شعر:

شیخ مرداوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے شعر کی تشریح کرتے ہوئے شیخ ابن داود صالحی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر کیا ہے: ''يَعْنِيْ يُنْكَرُ عَلَى الصِّبْيَانِ مَا هُوَ مُحَرَّمٌ، وَكُلُّ مَا هُوَ مُحَرَّمٌ رَدِيْءٌ فِيْ الشَّرْعِ.''[2]

''ہر ناجائز کام پر بچوں کو ٹوکا جائے گا۔ اور ہر ممنوعہ بات شریعت کی رو سے گھٹیا ہے''۔

---

[1] منقول از ''غذاء الألباب لشرح منظومة الآداب'' للشيخ محمد السفاريني ۲۳۱/۱۔

[2] الكنز الأكبر في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر ۱۹۲/۱۔

و: شیخ سفارینی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریر:

انہوں نے لکھا ہے: ''وَقَدْ نَصَّ فُقَهَاؤُنَا عَلَى أَنَّهُ يُحَرَّمُ عَلَى الْوَلِيِّ تَمْكِيْنُ الصَّغِيْرِ مَنْ لِبْسِ ثَوْبِ حَرِيْرٍ وَنَحْوِهِ، وَكَذَا مِنْ فِعْلِ كُلِّ مُحَرَّمٍ.''[1]

''ہمارے فقہاء نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ ولی پر حرام ہے: ہ وہ بچے کو ریشمی یا دیگر ممنوعہ کپڑے پہننے کا موقع فراہم کرے، یا اسی طرح اس کو دیگر ناجائز کام کرنے دے''۔

۳: احتساب کے مختلف مراتب کا استعمال:

سرپرست حضرات کو اختیار ہے

کہ ممنوعہ چیزوں سے بچوں کو باز رکھنے کے لیے درجاتِ احتساب میں سے مناسب درجہ یا ایک سے زیادہ درجات استعمال کریں۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو صدقہ کی کھجور کھانے سے روکنے کے لیے درج ذیل درجات استعمال فرمائے۔

ا: غلطی سے آگاہ کرنا۔

ب: غلطی پر ڈانٹنا۔

ج: غلطی کو ختم کرنے کا حکم دینا۔

د: خود غلط کام کو ختم کرنا

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں مختلف احادیث میں مذکورہ باتوں

---

[1] غذاء الألباب لشرح منظومة الآداب ۱/۲۳۲.

کو جمع کرتے ہوئے تحریر کیا ہے: آنحضرت ﷺ کے ارشاد گرامی [اے میرے چھوٹے بیٹے! اس کو پھینک دو، اے میرے چھوٹے بیٹے! اس کو پھینک دو] اور آپ کے فرمان [کــخ کــخ] میں جمع یوں کی جائے گی کہ آپ ﷺ نے پہلے فرمایا [اے میرے چھوٹے بیٹے! ....] اور جب آپ نے دیکھا کہ کھجور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے منہ ہی میں ہے تو آپ نے [کخ کخ] فرمایا۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے پہلے یہ دونوں جملے ارشاد فرمائے ہوں، اور اس کے بعد جب دیکھا کہ پھر بھی کھجور ان کے منہ ہی میں ہے تو خود ان کے منہ سے کھجور باہر نکال پھینکی ہو۔[1]

۴: ترک احتساب کے مشورہ کو مسترد کرنا:

بسا اوقات بعض رشتہ دار یا دوست بچوں کی صغرسنی کے حوالے سے ان کے احتساب سے چشم پوشی کی دعوت دیتے ہیں۔ سرپرست حضرات کو چاہیے کہ ایسے نادان دوستوں کی بات کو درخور اعتنا نہ سمجھیں۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ پر احتساب ترک کرنے کی تجویز کو مسترد فرمادیا۔

❁❁❁❁❁❁

---

[1] ملاحظہ ہو: فتح الباري ۳/۳۵۵.

حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کے ہاں پرورش پا رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ کھانا تناول کرتے ہوئے وہ اپنے سامنے سے کھانے کی بجائے اپنے ہاتھ کو کھانے کے برتن میں گھماتے۔ آپ ﷺ نے انہیں ایسا کرنے سے منع فرمایا۔

دلیل:

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ: ''كُنْتُ غُلَامًا فِيْ حَجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ يَدِي تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "يَا غُلَامُ! سَمِّ اللّٰه، وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ". فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِيْ بَعْدُ.''[1]

''میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں زیر پرورش تھا، اور میرا ہاتھ کھانے کے برتن

[1] صحيح البخاري، كتاب الأطعمة، باب التسمية على الطعام، والأكل باليمين، رقم الحديث ٥٣٧٦، ٥٢١/٩؛ وصحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، رقم الحديث ١٠٨ (٢٠٢٢)، ١٥٩٩/٣. متن میں مذکورہ الفاظ حدیث صحیح البخاري کے ہیں۔

میں گھومتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے لڑکے! اللہ تعالیٰ کا نام لو [یعنی اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھانے کی ابتدا کرو]، دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اور اپنے آگے سے تناول کرو''۔

''اس کے بعد میرے کھانے کا اسلوب یہی رہا [یعنی آپ ﷺ کے اس فرمان کے مطابق رہا]''۔

واقعے سے معلوم ہونے والی باتیں:

اس واقعے سے معلوم ہونے والی باتوں میں

سے تین درج ذیل ہیں:

۱: بچے کا احتساب:

نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما کو

کھانے کے برتن میں ہاتھ گھمانے سے منع فرمایا، اور تب وہ نابالغ بچے تھے۔ اس پر آنحضرت ﷺ کا انہیں [یـــا غـــلام] کہہ کر مخاطب فرمانا دلالت کرتا ہے۔ اور علمائے امت کے بیان کے مطابق لفظ [غـــلام] پیدائش سے لے کر بالغ ہونے سے پہلے تک کی عمر کے بچے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔[1]

۲: احتساب میں یتیم بچے پر شفقت:

نبی رحمت ﷺ نے یتیم بچے حضرت

عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما پر کمال شفقت اور پیار سے احتساب فرمایا۔ سنن ابی داود

[1] ملاحظہ ہو: فتح الباري ٥٢١/٩؛ وعمدة القاري ٢٩/٢١.

کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں بایں الفاظ مخاطب فرمایا: ''اُدْنُ بُنَيَّ ! فَسَمِّ اللّٰهِ ، وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ .''[1]

''چھوٹے بیٹے ! قریب ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا نام لو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اور اپنے آگے سے کھاؤ''۔

اور سنن ترمذی کی روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان کو فرمایا: ''اُدْنُ يَا بُنَيَّ ! فَسَمِّ اللّٰهِ ، وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ .''[2]

''اے میرے چھوٹے بیٹے ! قریب ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ کا نام لو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اور اپنے آگے سے کھاؤ''۔

اللہ اکبر! سید الکونین ﷺ کا یتیم بچے کو اپنے قریب ہونے کا اعزاز بخشا، اور پھر [يَا بُنَيَّ] کے شفقت اور پیار سے بھرے خطاب سے پکارنا! اور اس میں چنداں تعجب کی بات نہیں کہ آپ ﷺ سراپا شفقت اور مجسمہ رحمت بنا کر مبعوث کیے گیے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا ﴿وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ [3]

[ترجمہ: اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر]

---

[1] سنن ابی داود ، کتاب الأطعمة ، باب الأکل بالیمین ، رقم الحدیث ۳۷۷۱ ، ۱۰/۱۷۹ . شیخ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن ابی داود ۲/۱۷۹)

[2] جامع الترمذي ، أبواب الأطعمة ، باب ما جاء في التسمية على الطعام ، رقم الحديث ۱۹۱۸ ، ۵/۴۷۹-۴۸۰ . شیخ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن الترمذی ۲/۱۶۷).

[3] سورة الأنبياء / الآية ۱۰۷.

۴: شفقت سے لبریز احتساب کا اثر:

آنحضرت ﷺ کے شفقت ومحبت

سے لبریز احتساب نے یتیم بچے پر گہرے اور عظیم اثرات چھوڑے۔ انہوں نے خود ان کا بایں الفاظ ذکر کیا: ''فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِيْ بَعْدُ.''[1]

یعنی میں نے اس کے بعد آپ ﷺ کے بیان کردہ اسلوب کو اپنے لیے لازم کرلیا اور وہ میری عادت کا حصہ بن گیا۔[2]

اور اس سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ بچوں کے احتساب میں شفقت، محبت، پیار اور نرمی ہی سے کام لینا چاہیے۔ صرف ضرورت ہی کے وقت شدت اور سختی سے احتساب کیا جائے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔[3]

۞۞۞۞۞۞

---

[1] حوالہ حدیث ص ۱۲۵ میں دیکھئے۔

[2] ملاحظہ ہو: فتح الباري ۵۲۳/۹.

[3] اس بارے میں تفصیلی معلومات کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب ''من صفات الداعية: اللين والرفق''.

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کے ہمراہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے۔ ان کے بیٹے نے ریشمی قمیض پہن رکھی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس قمیض کو چیر پھینکا۔

دلیل:

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ: ''دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ، وَمَعَهُ ابْنٌ لَهُ، عَلٰى عُمَرَ رضی اللہ عنہ، عَلَيْهِ قَمِيْصُ حَرِيْرٍ، فَشَقَّ الْقَمِيْصَ.''[1]

''عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کے ہمراہ عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لائے، بیٹے نے ریشمی قمیض پہن رکھی تھی، انہوں نے قمیض کو چاک کر دیا''۔

قصے سے مستفاد باتیں:

اس قصے سے معلوم ہونے والی باتوں میں سے چار درج ذیل ہیں:

---

[1] مصنف ابن ابی شیبة، کتاب العقیقة، في لبس الحرير و کراهية لبسه، رقم الرواية ٤٧٠٩، ١٦٢/٨.

ا: بچوں کے ریشمی لباس پہننے کی شدید قباحت:

اس سے امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں بچوں کے ریشمی لباس پہننے کی غلطی کی سنگینی نمایاں ہوتی ہے۔

بعض علماء کے اقوال:

علمائے امت نے بچوں کے ریشمی لباس پہننے کے حکم کو بیان کیا ہے۔تین علماء کے اقوال ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

ا: امام کاسانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول:

امام ابوبکر کاسانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قلم بند کیا ہے:

مردوں پر ریشمی لباس کی حرمت میں چھوٹے بڑے کے اعتبار سے کچھ فرق نہیں، کیونکہ نبی ﷺ نے حرمت کی اساس مذکر ہونے کو قرار دیا ہے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''هٰذَانِ حَرَامَانِ عَلٰى ذُكُوْرِ أُمَّتِيْ.''[1]

[یہ دونوں (سونا اور ریشم) میری امت کے مردوں پر حرام ہیں]، البتہ پہننے والا اگر کم سن ہو تو گناہ اس پر نہیں، بلکہ پہنانے والے پر ہوگا، کیونکہ وہ تحریم کا مخاطب نہیں۔[2]

---

[1] امام ابوداود نے قریباً انہی الفاظ کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے۔(ملاحظہ ہو: سنن أبي داود، كتاب اللباس، باب في الحرير للنساء، رقم الحديث ٤٠٥١، ١١/٧٢-٧٣). شیخ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔(ملاحظہ ہو: سنن ابی داود ٧٦٦/٢).

[2] ملاحظہ ہو: بدائع الصنائع ١٣١/٥.

۲: علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول:

علامہ ابن قدامہ نے تحریر کیا ہے: ''کیا بچے کے ولی کے لیے اس کو ریشمی لباس پہنانا جائز ہے؟ اس بارے میں دو رائیں ہیں لیکن دونوں میں سے ٹھیک رائے یہ ہے کہ ایسا کرنا حرام ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''حُرِّمَ لِبَاسُ الْحَرِيْرِ عَلَى ذُكُوْرِ أُمَّتِيْ وَأُحِلَّ لِإِنَاثِهِمْ.''[1] [میری امت کے مردوں پر ریشمی لباس حرام کیا گیا ہے، اور ان کی عورتوں کے لیے جائز قرار دیا گیا ہے]

اور یہ ارشاد گرامی عام ہے [یعنی امت کے چھوٹے بڑے سب مذکر حضرات کو شامل ہے][2]

۳: شیخ عمر سنامی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول:

شیخ عمر سنامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے: یہ [حدیث] مردوں اور بچوں [سب] کے لیے ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ

---

[1] امام ترمذی نے اس سے ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذی، أبواب اللباس عن رسول اللّٰه ﷺ، باب ما جاء في الحرير والذهب للرجال، رقم الحديث ١٧٧٤، ٥/٣١٣). امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو [حسن صحیح] قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: المرجع السابق ٥/٣١٤)؛ شیخ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن الترمذی ٢/١٤٤).

[2] ملاحظہ ہو: المغني ٢/٣١٠.

[حدیث] بچوں کو شامل نہیں ہونی چاہیے، کیونکہ وہ حکم کے مخاطب نہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حکم ضمنی طور پر ان کے لیے بھی ہے۔ اور معنی یہ ہے کہ ان کے باپ انہیں [ریشمی لباس] نہ پہنائیں۔[1]

۲: ریشمی لباس والے بچوں کا احتساب:

ریشمی لباس پہننے والے بچوں کا احتساب کیا جائے گا۔ اور ایسے لباس سے باز رکھنے کے لیے اسلامی حکومت اس کو چیرنے، ضائع کرنے یا اسی قسم کی کوئی اور مناسب کاروائی کرنے کا اہتمام کرے گی۔

۳: غیر مسلموں سے مشابہ لباس والے بچوں کا احتساب:

مذکورہ بالا گفتگو سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ بچوں کو ہر اس لباس کے پہننے سے منع کیا جائے گا جو یہود ونصاریٰ اور اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے دیگر دشمنوں کے لباسوں سے مشابہت رکھتا ہو۔ حدیث شریف میں ہے: ''مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ .''[2] [جس نے کسی

---

[1] ملاحظہ ہو: نصاب الاحتساب ص ٥١.

[2] اس حدیث کو امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام ابوداود رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت کیا ہے (ملاحظہ ہو: المسند، جزء من رقم الحدیث ٥١١٤، ١٢١/٧)؛ اور شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی [اسناد کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ١٢١/٧)؛ نیز دیکھئے: سنن أبي داود، کتاب اللباس، باب في لبس الشهرة، رقم الحدیث ٤٠٢٤، ٥١/١١. الفاظ حدیث سنن ابی داود کے ہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن ابی داود ٧٦١/٢).

قوم سے مشابہت کی پس وہ انہی میں سے ہے]

جس طرح ریشمی لباس پہننے کی حرمت مردوں اور بچوں سب کے لیے ہے، اسی طرح غیر مسلموں سے مشابہت والے اور دیگر ناجائز لباس زیب تن کرنے کی ممانعت چھوٹے بڑے سب مسلمانوں کے لیے ہے۔

شیخ ابن عثیمین کا فتویٰ:

شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ سے درج ذیل

سوال کیا گیا:

''ہماری بعض عورتیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے۔ چھوٹی بچیوں کو ایسا لباس پہناتی ہیں کہ ان کی پنڈلیاں برہنہ رہ جاتی ہیں، اور جب ہم ایسی ماؤں کو نصیحت کرتی ہیں تو وہ جواب میں کہتی ہیں: ''ہم بھی تو ایسے لباس پہنا کرتی تھیں، بڑے ہونے کے بعد ہمیں [اسے ترک کرنے میں] دقت نہ ہوئی''۔ اس بارے میں آپ کی رائے کیا ہے''۔

شیخ عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ''میری رائے یہ ہے کہ انسان کو اپنی چھوٹی بچیوں کو ایسا لباس نہیں پہنانا چاہیے، کیونکہ جب وہ ایسا لباس پہننے کی عادی ہو جاتی ہیں تو [بڑے ہونے کے بعد بھی] وہی لباس زیب تن کرتی ہیں، اور اس کا پہننا ان کے لیے معمول کی بات بن جاتی ہے۔ میں مسلمان بہنوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ دین کے دشمنوں کے درآمدہ لباسوں کو ترک کر دیں، اور اپنی بچیوں کو باپردہ لباس اور حیاء کا عادی بنائیں، [کیونکہ] حیاء تو ایمان میں سے ہے''۔[1]

---

[1] ''فتاویٰ الشیخ محمد الصالح العثیمین''، إعداد وترتیب الشیخ أشراف بن عبدالمقصود بن عبدالرحیم ۲/۸۴۵-۸۴۶.

۴: صنف مخالف کا لباس پہننے والے بچوں کا احتساب:

بچوں کو بچیوں کے

لباس اور ان کے سامان زیبائش کے استعمال سے روکا جائے گا، اور بچیوں کو بچوں کے ملبوسات اور ان کے سامان زینت سے منع کیا جائے گا۔ ہمارے نبی کریم ﷺ نے صنف مخالف سے مشابہت کرنے والے مردوں اور عورتوں پر لعنت کی ہے۔

دو دلیلیں:

ا: امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ: ''لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ.''[1]

''رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے مشابہت کرنے والے مردوں، اور مردوں سے مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی''۔

امام طبری رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح حدیث کرتے ہوئے تحریر کیا ہے: معنی یہ ہے: مردوں کے لیے عورتوں کے مخصوص لباس اور زینت کے استعمال کے ذریعے ان سے مشابہت جائز نہیں، اور یہی حکم عورتوں کے لیے ہے۔[2]

ب: امام ابوداود رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے بیان کیا: ''لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ

---

[1] صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب المتشبهون بالنساء، والمتشبهات بالرجال، رقم الحديث ٥٨٨٥، ٣٣٢/١٠.

[2] منقول از فتح الباري ٣٣٢/١٠.

تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلَ .''[1]

''رسول اللہ ﷺ نے عورت کا لباس پہننے والے مرد، اور مرد کا لباس پہننے والی عورت پر لعنت کی ہے''۔

جس طرح ریشمی لباس پہننے کی حرمت چھوٹے بڑے مردوں بچوں سب کے لیے ہے، اسی طرح مذکورہ دونوں حدیثوں سے ثابت شدہ صنفِ مخالف سے مشابہت والے لباس کی حرمت چھوٹے بڑے مردوں، بچوں، عورتوں اور بچیوں سب کے لیے ہے۔

بعض نادان والدین کا طرزِ عمل:

مقام حیرت اور افسوس ہے کہ بعض نادان والدین پر اپنے بچوں کو بچیوں ایسے، اور بچیوں کو بچوں والے کپڑے اور جوتے پہنانے کا بھوت سوار ہوتا ہے۔ بچوں کے بالوں کی تراش خراش بچیوں کے بالوں کی طرز کی، اور بچیوں کے بالوں کی وضع قطع بچوں ایسی بنائی جاتی ہے، اپنے اس خلاف شریعت طرزِ عمل سے یہ والدین کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی کے خواہاں ہیں؟ کیا وہ بچیوں کو بچوں کی جنس، اور بچوں کو بچیوں کی صنف میں بدل دینا چاہتے ہیں؟ کیا ایسا کرنا ان کے دائرہ اختیار میں ہے؟ رب کعبہ کی قسم! ہرگز نہیں۔ ایسے لوگ اس عذاب الٰہی سے ڈر جائیں جس کی وعید محمد عربی ﷺ کے رب قادر و مقتدر نے ان کے نافرمانوں کو سنائی ہے: ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ

---

[1] سنن ابی داود، كتاب اللباس، باب في لباس النساء، رقم الحديث ٤٠٩٢، ١١/١٠٥. شیخ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن ابی داود ٢/٧٧٣).

أَمۡرِهِۦٓ أَن تُصِيبَهُمۡ فِتۡنَةٌ أَوۡ يُصِيبَهُمۡ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۶۳﴾[1]

[ترجمہ: جو لوگ حکم رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی دردناک آفت نہ آپڑے، یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے]

تنبیہ :

بعض عورتیں مردوں ایسے لباس کو گھر کی چار دیواری میں، اور رات کے وقت پہننا درست سمجھتی ہیں، یہ نادانی کی سوچ ہے۔ مردوں سے مشابہ لباس کا عورتوں کے لیے گھر کے اندر اور باہر دونوں جگہ پہننا حرام ہے، اس کا دن کو پہننا بھی ناجائز ہے اور رات کو بھی۔ ایسی حیلہ سازیاں اہل ایمان کو زیبا نہیں، یہ تو ان یہودیوں کا طریقہ ہے جن پر رب جبار وقہار کا غضب نازل ہوا۔

اے ہمارے رب! ہمیں صراط مستقیم پر چلا اور یہود و نصاریٰ کی راہ سے بچائے رکھنا۔ آمین یارب العالمین۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ان کا بیٹا ریشمی قمیض پہنے ہوئے آیا۔ انہوں نے اس کی قمیض چیر پھینکی، اور اس کو حکم دیا کہ وہ ماں کے پاس واپس جائے تاکہ وہ اس کو دوسری قمیض پہنا دے۔

[1] سورة النور / جزء من الآية ٦٣.

دلیل:

امام طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عبداللہ بن یزید رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ: ''كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ يَعْنِيْ ابْنَ مَسْعُوْدٍ ﷺ، فَجَاءَ ابْنٌ لَهُ، عَلَيْهِ قَمِيْصٌ مِنْ حَرِيْرٍ، قَالَ: "مَنْ كَسَاكَ؟".

قَالَ: "أُمِّيْ".

قَالَ: فَشَقَّهُ. قَالَ: "قُلْ لِأُمِّكَ: تَكْسُوْكَ غَيْرَ هٰذَا".''[1]

''ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، ان کا بیٹا ریشمی قمیض پہنے آیا۔ انہوں نے استفسار کیا: ''تجھے یہ کس نے پہنائی ہے؟''

اس نے جواب دیا: ''میری ماں نے''۔

اس [راوی] نے بیان کیا: ''انہوں نے اس [قمیض] کو چیر ڈالا، اور فرمایا: ''اپنی ماں سے کہو، اس کی بجائے کوئی اور [قمیض] پہنائے''۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں ہے کہ ''انہوں نے بیٹے سے یہ بھی فرمایا: ''إِنَّمَا هٰذَا لِلنِّسَاءِ.''[2]

---

[1] ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد، كتاب اللباس، باب لبس الصغير الحرير، ۱۴۴/۵. حافظ ہیثمی نے اس حدیث کے متعلق تحریر کیا ہے: ''[امام] طبرانی نے اس کو دو سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے، اور ان میں سے ایک کے روایت کرنے والے [الصحیح] کے راوی ہیں''۔ (المرجع السابق ۱۴۴/۵).

[2] المصنف، كتاب العقيقة، في لبس الحرير و كراهية لبسه، رقم الرواية ۴۷۰۷، ۱۶۱/۸؛ نیز ملاحظہ ہو: مصنف عبد الرزاق، كتاب الجامع، باب الحرير والديباج وآنية الذهب والفضة، رقم الرواية ۱۹۹۳۷، ۷۰/۱۱.

''یقیناً یہ [ریشمی قمیض] تو عورتوں کے لیے ہے''۔

قصے سے مستفاد باتیں:

اس قصے سے معلوم ہونے والی باتوں میں سے تین درج ذیل ہیں:

۱: بچوں کے ریشمی لباس پہننے کی سنگینی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نظر میں بچوں کا ریشمی لباس پہننا ایک سنگین غلطی تھی۔

۲: ریشمی لباس پہننے کی قباحت سے بچوں کو آگاہ کرنا:

بچوں کو ریشمی لباس پہننے کی سنگینی کے سبب سے آگاہ کرنا مفید بات ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ریشمی لباس پہننے کی سنگینی بیان کرتے ہوئے اپنے بیٹے کو بتلایا کہ یہ لباس تو عورتوں کے لیے ہے، مردوں کے لیے نہیں۔

۳: اپنے بچوں کا ریشمی لباس چاک کرنا:

باپوں کو چاہیے کہ جب اپنے بچے کو ریشمی لباس پہنے دیکھیں۔ یا اسی طرح یہود و نصاریٰ یا صنف مخالف کے مشابہ غیر شرعی لباس میں ملبوس پائیں تو ان لباسوں کو چاک کر کے ضائع کر دیں، تاکہ ان کے اپنے بچے اور دیگر اعزہ و اقارب اور دوستوں کے بچے ہمیشہ کے لیے اس بات کو یاد رکھیں۔ بیگم صاحبہ کی ناراضگی کے اندیشہ کو احتساب کی راہ میں رکاوٹ نہ بنایا جائے۔ بیگم

بیچاری تو اپنی جان کی بھی مالکہ نہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی خوش نودی کی خاطر بچوں پر احتساب کرنے والے شوہر کا کیا بگاڑ لے گی؟ اور رب قادر ومقتدر کی رضامندی کے حصول کی کوشش میں اگر کوئی خفا بھی ہو جائے تو جبار وقہار رب اس کے مقابلے میں اپنے فرماں بردار بندے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: ''سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "مَنِ الْتَمَسَ رِضَا اللّٰهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللّٰهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ ، وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَا النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰهِ وَكَلَهُ اللّٰهُ إِلَى النَّاسِ" .''[1]

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے لوگوں کی ناراضگی مول لے کر رضائے الٰہی کے حصول کی کوشش کی، اللہ تعالیٰ لوگوں کی تکلیف کے مقابلے میں اس لیے کافی ہو جاتا ہے، اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے لوگوں کو راضی کرنے کی کوشش کی، اللہ تعالیٰ اسے لوگوں ہی کے سپرد کر دیتا ہے''۔

❁❁❁❁❁❁

[1] جامع الترمذی، كتاب العقيقة، في لبس الحرير و كراهية لبسه، رقم الرواية ٤٧٠٨، ٨/١٦١-١٦٢. شیخ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن الترمذی ٢/٢٨٨).

۱۳ حذیفہ رضی اللہ عنہ کا اپنے بچوں کی ریشمی قمیض اتار پھینکنا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سفر سے تشریف لائے تو انہوں نے اپنے بچوں اور بچیوں کو ریشمی قمیصیں پہنے ہوئے پایا۔ انہوں نے بچوں کی قمیضوں کو اتار پھینکا۔

دلیل:

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: "قَدِمَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِنْ سَفَرٍ، فَرَأَى قُمُصَ حَرِيْرٍ عَلَى أَوْلَادِهِ مِنَ الذُّكُوْرِ وَالإِنَاثِ، فَنَزَعَ مِنْهَا مَا كَانَ عَلَى ذُكُوْرِ وَلَدِهِ، وَتَرَكَ مِنْهُ مَا كَانَ عَلَى بَنَاتِهِ." [1]

"حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سفر سے تشریف لائے، ان کی اولاد نے ریشمی قمیصیں پہن رکھی تھیں۔ انہوں نے بچوں کی قمیضوں کو اتار پھینکا، اور بچیوں کی

[1] المصنف، کتاب العقیقة، في لبس الحریر و کراهية لبسه، رقم الروایة ٤٧٠٨، ١٦١/٨-١٦٢؛ نیز ملاحظہ ہو: المحلّٰی، مسألة ١٩٢٣، ٣١٨/١١.

اور اس میں ہے: "رَأَى حُذَيْفَةُ رضی اللہ عنہ صِبْيَانًا عَلَيْهِمْ قُمُصُ حَرِيْرٍ فَنَزَعَهُ عَنِ الْغِلْمَانِ، وَأَمَرَ بِنَزْعِهِ عَنْهُمْ، وَتَرَكَهُ عَلَى الْجَوَارِيْ." [حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بچوں کو ریشمی قمیصیں پہنے دیکھا، انہوں نے [کچھ] بچوں کی قمیضوں کو [خود] اتار پھینکا، اور [باقی] بچوں کی قمیضوں کو اتار پھینکنے کا حکم دیا، بچیوں پر ان قمیضوں کو رہنے دیا]

قمیضوں کو رہنے دیا''۔

واقعے سے مستفاد باتیں:

اس واقعے سے معلوم ہونے والی باتوں میں سے تین درج ذیل ہیں:

ا: بچوں کے ریشمی لباس پہننے کی سنگینی:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں بچوں کے ریشمی لباس پہننے کی سنگینی، اور بچیوں کا ایسا لباس پہننے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

۲: اپنے بچوں کے ریشمی لباس کو اتار پھینکنا:

والدین کو چاہیے کہ اگر وہ بچوں کو ریشمی لباس پہنیں دیکھیں تو اس لباس کو اتار پھینکیں، بلکہ ایسا کرنا ان کی ذمہ داری ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے:

''مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ ، فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ ، وَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ ، وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَان .''[1]

تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے اس کو ہاتھ سے بدل دے۔ اگر [ہاتھ سے بدلنے کی] طاقت نہ ہو تو زبان سے، اور اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے، اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے''۔

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان کون النھی عن المنکر من الایمان وأنّ الإیمان یزید وینقص، رقم الحدیث ۷۰.

۳: خوشی کے موقعہ پر مخالفت شریعت سے اجتناب کرنا:

خوشی ومسرت کے

میسر آنے کا تقاضا یہ نہیں کہ شریعت کی خلاف ورزی کی جائے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بچوں نے شاید ریشمی قمیصیں اس لیے زیب تن کی تھیں۔ تا کہ سفر سے آنے والے پیارے باپ کا استقبال کرتے ہوئے ان کے ذریعے جذبات مسرت کا اظہار کر سکیں، لیکن اللہ والے باپ نے اس طرز عمل پر شدید احتساب کیا، کیونکہ مسرت وشادمانی کے موقع کا تقاضا یہ ہے کہ شریعت الٰہیہ کی پابندی کے ذریعے شکر کیا جائے، نہ کہ خلاف شریعت حرکات کا ارتکاب کر کے عذاب الٰہی کو دعوت دی جائے کہ وہ عطا کردہ خوشیوں سے محروم کر دے۔

مقام افسوس ہے کہ خوشی ومسرت کے موقع پر بہت سے دین ودعوت سے تعلق رکھنے والے گھرانوں کا بھی نقشہ بدل جاتا ہے۔ شرم وحیا اور دین مغلوب نظر آتا ہے، اور بے غیرتی، بے حیائی اور شیطان کی حکمرانی دکھائی دیتی ہے۔ اے ہمارے رب! ہمارے گھروں میں ہر حال میں دین کو جاری وساری اور غالب فرما۔ آمین یا حي یا قیوم۔

❁❁❁❁❁❁

۱۴ صحابہ رضی اللہ عنہم کا بچوں کے ریشمی لباس کو اتار پھینکنا

حضرات قارئین یہ نہ سمجھیں کہ صرف امیر المومنین عمر بن خطاب، حضرت ابن مسعود، اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہم ہی نے ریشمی لباس پہننے کے سبب بچوں پر احتساب کیا، بلکہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا عام طرزِ عمل یہی تھا کہ جہاں اپنے بچوں پر ریشمی لباس دیکھتے اس کو اتار پھینکتے۔

دلیل:

امام ابوداود رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: ''كُنَّا نَنْزِعُهُ عَنِ الْغِلْمَانِ، وَنَتْرُكُهُ عَلَى الْجَوَارِيْ.''[1]

''ہم [ریشمی لباس کو] بچوں سے اتار پھینکتے تھے اور اس کو بچیوں پر رہنے دیتے تھے''۔

عام مسلمانوں کا طرزِ عمل:

مقام رنج وغم ہے کہ اس بارے میں آج کے بہت سے

---

[1] سنن ابی داود، كتاب اللباس، باب في الحرير للنساء، رقم الحديث ٤٠٥٣، ١١/٧٣. شیخ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو [صحیح الاسناد] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن ابی داود ٢/٧٦٦) تخریج حدیث کے متعلق مزید معلومات کے لیے ملاحظہ ہو: "الاحتساب على الأطفال" ص ٦٤-٦٥.

مسلمانوں کا طرزِ عمل حضرات صحابہ کے طریقے سے یکسر مختلف ہو چکا ہے۔ عام لوگوں کی بات نہیں بلکہ بہت سے دین وعلم والے گھرانے بچوں کے لباس اور وضع قطع کے بارے میں احکامِ شریعت کی پرواہ نہیں کرتے بہت سے گھرانوں کی بچیاں بالوں کی خراش تراش اور لباس کی نوعیت اور وضع قطع میں بچے، اور ان کے بچے بچیاں بننے کی فکر میں مگن نظر آتے ہیں، کتنے ہی دعوت وتبلیغ والے گھرانوں سے نکلنے والی بچیوں کو دیکھ کر ایک سادہ لوح مسلمان اس سوچ میں ڈوب جاتا ہے کہ ان کو یہود ونصاریٰ کی بچیوں سے ممیّز کرنے والی ظاہری نشانیاں کہاں گم ہو چکی ہیں؟ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم۔

اے ہمارے رب! ہم ظالم ہیں، سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں، ہم نالائقوں کو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلا۔ آمین یارب العالمین۔

۱۵ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بچی کی آواز والی پازیبوں پر احتساب

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک چھوٹی بچی لائی گئی جس نے پازیبیں پہن رکھی تھیں اور ان پازیبوں سے بچی کی حرکت کے سبب آواز نکل رہی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان پازیبوں کے اتار پھینکنے سے پہلے بچی کو اپنے ہاں داخل ہونے سے روک دیا۔

دلیل:

امام ابوداود رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبدالرحمٰن بن حیان انصاری رضی اللہ عنہ کی آزاد کردہ لونڈی بنانہ رحمہا اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے
بیان کیا کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھی کہ ان کے ہاں ایک بچی کو لایا گیا جس نے آواز پیدا کرنے والی پازیبیں پہن رکھی تھیں۔ انہوں نے فرمایا: ''لَا تُدْخِلْنَهَا عَلَيَّ إِلَّا أَنْ تَقْطَعُوْا جَلَاجِلَهَا ، وَقَالَتْ : "سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ جَرَسٌ" . ''[1]

''ان پازیبوں کو کاٹ پھینکنے تک اس [بچی] کو میرے ہاں داخل نہ کرنا''۔ [انہوں نے یہ بھی کہا:] میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس گھر میں گھنٹی ہو [یعنی گھنٹی بجے] اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے''۔

واقعے سے مستفاد باتیں:

اس واقعہ سے معلوم ہونے والی باتوں میں سے تین

مندرجہ ذیل ہیں:

۱: بچی کا احتساب:

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ممنوعہ زیور پہننے پر بچی کا احتساب کیا۔ بچی کا چھوٹی عمر کا ہونا ان کے احتساب کی راہ میں حائل نہ ہوا۔

---

[1] سنن ابی داود ، کتاب الخاتم ، باب ما جاء في الجلاجل ، رقم الحدیث ۴۲۲۵، ۱۱/۱۹۶-۱۹۷. شیخ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس روایت کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن ابی داود ۲/۷۹۶)

۲: میزبانی کا مداہنت کا سبب نہ بننا:

اللہ تعالیٰ کی لاتعداد رحمتیں ہوں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر! غلط بات سے روکنے میں وہ کس قدر قوی، مضبوط اور بے باک تھیں۔ [معاشرے کا جھوٹا رکھ رکھاؤ] اور میزبانی کا انتہائی شوق مہمانوں کو نافرمانی کی بات سے منع کرنے کے ان کے جذبہ ایمانی میں کمزوری اور مداہنت کا سبب نہ بن سکا۔ اے ہمارے قادر ومقتدر رب! تیری عزت کی قسم! اس ایمانی جذبہ کے بغیر زندگی بے لذت اور بے کار ہے، تو ہمیں، ہماری بیویوں، اولادوں اور بہن بھائیوں کو اس عظیم الشان نعمت سے محروم نہ رکھنا۔ إِنَّكَ سَمِيْعٌ مُّجِيْبٌ۔

۳: گھر کو ناجائز چیز سے پاک رکھنے کا اہتمام:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات کا کس قدر اہتمام کرتی تھیں کہ ان کے گھر میں شریعت کے خلاف کوئی چیز داخل نہ ہو جائے۔ انہوں نے اس بات کو بھی برداشت نہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی چیز تھوڑی دیر کے لیے بھی ان کے ہاں داخل ہو۔ اور اس کے برعکس آج کے بہت سے مسلمانوں کے گھر شیطانی ساز وسامان سے اٹے پڑے ہیں اللہ مالک کی عطا کردہ دولت اسی کی نافرمانی کے آلات و وسائل گھروں میں لانے پر خرچ کی جارہی ہے۔ اور بدبختی اس پر بس نہیں بلکہ رحمٰن ورحیم رب کے فضل وکرم سے ان شیطانی آلات سے پاک گھر والوں کو نشانہ تنقید بنایا جارہا ہے۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

اے ہمارے رب! ہمارے گھروں کو، ہماری اولادوں کے گھروں کو، ہمارے

بہن بھائیوں کے گھروں کو، اور سب مسلم گھرانوں کو اپنی نافرمانی کے ساز وسامان سے پاک فرما اور ایسی دولت کبھی نہ دینا جو ایسی چیزوں کے خریدنے کا سبب بنے۔ آمین یا رب العالمین۔

۱۶

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بچے کی سونے کی انگوٹھی پر احتساب

سعید بن حسین نامی ایک بچہ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا۔ اس نے سونے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔ انہوں نے اپنی خادمہ کو بچے کی انگوٹھی اتارنے کا حکم دیا۔

دلیل:

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے سعید بن حسین رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: ''دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَأَنَا غُلَامٌ، وَعَلَيَّ خَاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَتْ: "يَا جَارِيَةُ! نَاوِلِنِيْهِ". فَنَاوَلَتْهَا إِيَّاهُ. فَقَالَتْ: "اِذْهَبِيْ بِهِ إِلَى أَهْلِهِ، وَاصْنَعِيْ لَهُ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ".

فَقُلْتُ: "لَا حَاجَةَ لِأَهْلِيْ فِيْهِ".

قَالَتْ: "فَتَصَدَّقِيْ بِهِ، وَاصْنَعِيْ لَهُ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ".''[1]

---

[1] المصنف، كتاب العقيقة، من كره خاتم الذهب، رقم الرواية ٥١٩٦، ٢٧٩/٨.

''میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آیا، اور تب میں چھوٹا بچہ تھا اور میں نے سونے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔ انہوں [ام سلمہ رضی اللہ عنہا] نے فرمایا: ''اے خادمہ! یہ [انگوٹھی] مجھے دو''۔

خادمہ نے [میرے ہاتھ سے انگوٹھی اتار کر] انہیں تھما دی۔ انہوں نے فرمایا: ''یہ اس کے گھر والوں کو دے آؤ، اور ایک چاندی کی انگوٹھی تیار کرو''۔

میں نے عرض کی: ''میرے گھر والوں کو اس [سونے کی انگوٹھی] کی کوئی ضرورت نہیں''۔

انہوں نے [خادمہ کو] حکم دیا: ''اس کو صدقہ کر دو، اور اس [بچے] کے لیے چاندی کی ایک انگوٹھی بنا دو''۔

واقعے سے مستفاد باتیں:

اس واقعہ سے معلوم ہونے والی باتوں میں سے تین درج ذیل ہیں:

۱: بچے کا احتساب:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے چھوٹے بچے کے سونے کی انگوٹھی پہننے پر احتساب کیا، بچے کی کم سنی ان کے احتساب کی راہ میں رکاوٹ نہ بنی۔ اور اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ چھوٹے بچوں کو سونا پہنائے جانے سے روکا جائے گا، اور سونا پہننے کی صورت میں ان پر احتساب کیا جائے گا۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وَأَنَا أَكْرَهُ أَنْ يَلْبَسَ الْغِلْمَانُ[۱] شَيْئًا مِنَ الذَّهَبِ، لِأَنَّهُ

---

[۱] (الغلمان) بچے۔ (مرقاۃ المفاتیح ۸/ ۲۶۰)

بَلَغَنِي أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ ، فَأَنَا أَكْرَهُهُ لِلرِّجَالِ ، الْكَبِيْرِ مِنْهُمْ وَالصَّغِيْرِ.''[1]

''میں بچوں کے سونا پہننے کو ناپسند کرتا ہوں کیونکہ مجھے یہ حدیث پہنچ چکی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے [مردوں کو] سونا پہننے سے منع فرمایا۔اس لیے میں اس [کے پہننے] کو سب مردوں کے لیے خواہ وہ بڑے ہوں یا چھوٹے، ناپسند کرتا ہوں''۔

۲: غلط چیز کا ہاتھ سے ازالہ:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے غلط چیز کو ہاتھ سے ختم کرنے کی کوشش کی۔انہوں نے اپنی خادمہ کو حکم دیا کہ وہ بچے کے ہاتھ سے سونے کی انگوٹھی اتار دے۔

۳: غلط چیز کا جائز بدل مہیا کرنا:

انہوں نے خادمہ کو صرف سونے کی انگوٹھی بچے کے ہاتھ سے اتارنے ہی کا حکم نہ دیا، بلکہ اس کو بچے کے لیے چاندی کی انگوٹھی تیار کرنے کا حکم بھی دیا۔بچوں کا احتساب کرتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ممنوعہ چیزوں اور ناجائز باتوں سے انہیں روکتے وقت جائز چیزوں کے مہیا کرنے کی مقدور بھر کوشش کی جائے۔

❁❁❁❁❁❁

[1] الموطأ، كتاب اللباس، باب ما جاء في لبس الثياب المصبغة والذهب، ۲/۹۱۲.

۱۷

سلف صالحین کا بغرض تادیب یتیم کو مارنا

بچوں کو برے کاموں سے روکنے کے دلائل میں سے ایک یہ ہے کہ سلف صالحین یتیم بچوں کے ساتھ شدید شفقت اور پیار کے باوجود ادب سکھلانے کی غرض سے ان کی پٹائی کو درست سمجھتے تھے۔

دو دلیلیں:

اس بارے میں دو دلیلیں توفیق الٰہی سے ذیل میں پیش کی جارہی ہیں:

ا: امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے شمیسہ عتکیہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: ''**ذُكِرَ أَدَبُ الْيَتِيْمِ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَتْ: "إِنِّيْ لَأَضْرِبُ الْيَتِيْمَ حَتّٰى يَنْسَبِطَ".**''[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے روبرو یتیم کے ادب [سکھلانے] کا ذکر کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا: ''میں یتیم کے سیدھے ہونے تک اس کی پٹائی کرتی ہوں''۔

ب: امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ ہی نے اسماء بن عبید رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ سے عرض کی: ''**عِنْدِيْ يَتِيْمٌ.**''

''میرے ہاں یتیم ہے''۔

---

[1] الأدب المفرد، باب أدب اليتيم، رقم الرواية ١٤٢، ص ٦٤.

انہوں نے فرمایا: ''اِصْنَعْ بِهِ مَا تَصْنَعُ بِوَلَدِكَ . اِضْرِبْهُ مَا تَضْرِبُ وَلَدَكَ.''[1]

''اس کے ساتھ ویسے ہی معاملہ کرو جیسا اپنے بچے کے ساتھ کرتے ہو، اس کو ایسے ہی مارو جیسے اپنے بچے کو مارتے ہو''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے طرزِ عمل، اور امام ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول سے، ان دونوں کی نظر میں بچوں کے احتساب کی اہمیت واضح ہوتی ہے، کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ یتیم بچوں کو ادب سکھلانے کے لیے پٹائی کو درست نہ سمجھتے۔

تنبیہ :

یہ بات یاد رہے کہ یتیم ایسے نابالغ بچے کو کہتے ہیں کہ جس کا والد فوت ہو چکا ہو۔

علامہ راغب اصفہانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر کیا ہے: ''اَلْيُتْمُ انْقِطَاعُ الصَّبِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَبْلَ بُلُوْغِهِ.''[2]

''یتیمی سے مقصود بچے کا بالغ ہونے سے پہلے باپ سے محروم ہونا ہے''۔

اور جب بچہ بالغ ہو جائے تو پھر اس کو یتیم نہیں کہا جاتا۔ امام عبدالرزاق رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''وَلَا يُتْمَ بَعْدَ

---

[1] الأدب المفرد، باب أدب اليتيم، رقم الرواية ١٤٠، ص ٦٤.

[2] المفردات في غريب القرآن، مادة "يتم"، ص ٥٥٠؛ نیز ملاحظہ ہو: النهاية في غريب الحديث والأثر، مادة "يتم"، ٥/٢٩١.

الْحُلُمِ . "[1]

"بلوغت کے بعد یتیمی نہیں"۔

❁❁❁❁❁❁

[1] المصنف، كتاب النكاح، باب الطلاق قبل النكاح، جزء من رقم الرواية ١١٤٥١، ٦/٤١٦.

خاتمہ

سب حمد وثنا رب ذوالجلال کے لیے کہ اس کی عنایت اور کرم نوازی سے یہ حقیر کوشش بظاہر پوری ہوئی۔ اس کی توفیق کے بغیر ایسا ہونا محال تھا۔ ﴿فَلَهُ الْحَمْدُ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمٰوٰتِ، وَعَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْاَرْضِ، وَعَدَدَ مَا خَلَقَ بَيْنَ ذٰلِكَ، وَعَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ﴾[1]

اور اب اس ہی سے عاجزانہ التماس ہے کہ اس معمولی کوشش کو قبول فرمائے، اور اس کو میرے لیے، اور اسلام اور مسلمانوں کے لیے نافع اور مفید بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

نتائج کتاب:

اول: بچوں کو کن باتوں کا حکم دیا جائے؟

ا: کافر بچے:

کافروں کے

بچوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جائے، جیسا کہ ہمارے نبی کریم ﷺ نے یہودی بچے کو مسلمان ہونے کا حکم دیا، اور ابن صیاد کو دعوت اسلام دی۔ کافر بچوں کے ساتھ اچھا برتاؤ اور عمدہ معاملہ کیا جائے، کیونکہ اس بنا پر ان کے اسلام میں داخل

---

[1] ترجمہ: آسمانوں، زمین، ان کے درمیان جو کچھ اس [اللہ تعالیٰ] نے پیدا کیا ہے، اور آئندہ وہ جتنی مخلوق پیدا کرنے والا ہے، اس کی گنتی کے برابر اس ہی کے لیے تعریف۔

ہونے کے امکانات میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہودی بچے کے قبول اسلام میں آنحضرت ﷺ کی اس کی عیادت کے لیے تشریف آوری کا اثر واضح ہے۔

ب: مسلمان بچے:

۱: مسلمانوں کے بچوں کو اسلامی عقائد کے متعلق باتوں کا حکم دیا جائے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے عم زاد چھوٹے بھائی کو دیا۔

۲: سات سال کی عمر کو پہنچنے پر مسلمان بچوں کو نماز کا حکم دیا جائے۔ اس فریضہ کی سر انجام دہی میں کوتاہی کرنے والے سر پرست حضرات کو اسلامی حکومت سنگین سزائیں دے، جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر کیا ہے۔

۳: مسلمان بچوں کو روزے رکھنے کا حکم دیا جائے، جیسا کہ عہد نبوی ﷺ میں حضرات صحابہ ؓ دیا کرتے تھے۔ بچوں کو روزے رکھنے کا حکم دینے کی عمر کی تحدید میں علماء کے اختلاف کے باوجود ان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انہیں بالغ ہونے سے پہلے روزے رکھنے کا حکم دیا جائے۔

۴: مسلمان بچوں کو نماز کی طرح دیگر عبادات اور نیک کاموں کا حکم بھی دیا جائے، جیسا کہ حضرات صحابہ ؓ دیا کرتے تھے۔

۵: تین اوقات [نماز فجر سے پہلے، دوپہر کے وقت، اور نماز عشاء کے بعد] میں بچوں کو آداب استئذان [1] کی پاسداری کا حکم دیا جائے۔

---

[1] گھر یا والدین کے کمرے میں داخل ہونے کے لیے اجازت طلب کرنے کے آداب۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کا حکم دیا ہے۔

۶: اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق طلاق یافتہ بچی کو آداب عدت ملحوظ رکھنے کا حکم دیا جائے۔

دوم: بچوں کو کن باتوں سے روکا جائے گا؟

۱: مسلمان بچوں کو ہر اس عقیدے اور گفتگو سے منع کیا جائے جو اسلامی عقائد کے مخالف ہو، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے بچی کو آپ ﷺ کی طرف علم غیب کی نسبت سے روکا۔

۲: مسلمان بچوں کو نماز اور دیگر عبادات میں غلطیوں سے روکا جائے، جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹے کو نماز میں غلطی سے منع فرمایا۔

۳: مسلمان بچوں کو ممنوعہ چیزوں کے کھانے سے منع کیا جائے، جیسا کہ ہمارے رسول کریم ﷺ نے اپنے نواسے کو صدقہ کی کھجور کھانے سے روک دیا۔

۴: مسلمان بچوں کو کھانے اور دیگر اعمال کے متعلق اسلامی آداب کے منافی حرکات سے باز رکھا جائے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما کو کھانے کے برتن میں ہاتھ گھمانے سے منع فرمایا۔

۵: زیب وزینت اور بالوں کے متعلق اسلامی آداب کی خلاف ورزی سے مسلمان بچوں کو روکا جائے، جیسا کہ ہمارے رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کے مشابہ بچوں کے بال بنانے سے منع فرمایا۔

۶: چھوٹی عمر کے مسلمان لڑکوں کو ریشمی لباس پہننے سے منع کیا جائے، کیونکہ ریشم پہننے کی حرمت مردوں اور لڑکوں سب کے لیے ہے۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم بچوں کو ریشمی کپڑوں کے پہننے سے روکنے کا بہت اہتمام کیا کرتے تھے۔

۷: ریشمی کپڑوں کی طرح غیر مسلموں سے مشابہ لباس اور صنفِ مخالف کا لباس پہننے سے بھی بچوں کو باز کیا جائے۔[1]

۸: بچوں کو لہو ولعب کا ناجائز سامان اپنے پاس رکھنے سے منع کیا جائے، جیسا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے چھوٹے بچے کے پاس موجود طنبور کو توڑنے کا حکم دیا۔

سوئم: بچوں کے احتساب کے درجات:

بچوں کے احتساب کے دوران درج ذیل درجات استعمال کیے جائیں۔

۱: خیر وشر سے آگاہ کرنا:

بچوں کو عقائد اور اعمال کے متعلق بتلایا جائے کہ ان میں سے کن عقائد کا رکھنا، اور کن سے اجتناب کرنا مسلمان پر واجب ہے۔ اسی طرح وہ کون سے اعمال ہیں جن کا ادا کرنا، یا ان سے اجتناب کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ نے اپنے چھوٹے عم زاد بھائی کو ان باتوں سے آگاہ فرمایا جن کا کرنا لازم ہے، اور ان باتوں کی خبر دی جن سے گریز ضروری ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ نے انصاری بچی کو آپ ﷺ کی طرف علم غیب کی نسبت کرنے

---

[1] بچیوں کو بچوں والے، اور بچوں کو بچیوں والے لباس پہننے سے روکا جائے۔

سے منع فرمایا، اور حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما کو کھانے کے اسلامی آداب کی مخالفت سے روکا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نماز میں بیٹھنے کے مسنون طریقے سے اپنے بیٹے کو آگاہ کیا۔

اس درجے کا استعمال نرمی، شفقت اور پیار سے کیا جائے، جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما کے احتساب کے دوران کیا، اور اس احتساب کا عظیم اثر ان کی زندگی میں ہمیشہ رہا۔

۲: ڈانٹ ڈپٹ کرنا:

دورانِ احتساب ضرورت کے وقت اس درجے کا استعمال کیا جائے ،جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے صدقہ کی کھجور منہ میں باقی رکھنے پر اپنے نواسے کو ڈانٹا۔

۳: ہاتھ سے غلط کام ختم کرنا:

بوقت ضرورت بچوں کے غلط کام کو ہاتھ سے ختم کیا جائے۔ اس بارے میں کتاب ہذا میں بفضل رب العزت درج ذیل دلائل وشواہد ذکر کیے گئے ہیں:

ا: حالتِ نماز میں نبی کریم ﷺ کا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنی بائیں جانب سے پکڑ کر دائیں طرف کھڑا کرنا۔

ب: نبی کریم ﷺ کا اپنے نواسے کے منہ سے صدقہ کی کھجور کو باہر نکال پھینکنا۔

ج: حضرت عمر فاروق کا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے بیٹے کی ریشمی قمیض چاک کرنا۔

د: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا اپنے بیٹے کی ریشمی قمیض چیر پھینکنا۔

ہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا اپنے چھوٹے لڑکوں کی ریشمی قمیضوں کو اتار دینا۔

و: ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا اپنی لونڈی کو بچے کی سونے کی انگوٹھی اتارنے کا حکم دینا۔

۴: پٹائی کرنا:

بچوں کے احتساب کے دوران بوقتِ ضرورت اس درجے کا بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ کتاب ہذا میں اس سلسلے میں بتوفیق الٰہی درج ذیل دلائل وشواہد بیان کیے گئے ہیں:

۱: نبی کریم ﷺ کا دس سال کی عمر میں نماز چھوڑنے پر بچے کی پٹائی کا حکم۔

۲: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تادیب کی خاطر یتیم کی پٹائی کرنا۔

۳: یتیم کو مارنے کے متعلق امام ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول۔

۵: بائیکاٹ کرنا:

بچوں کے احتساب کے دوران اس درجے کا استعمال صرف اس وقت کیا جائے جب کہ اس میں فائدہ کی توقع ہو۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پازیبوں والی بچی کے ساتھ اس درجے کو استعمال فرمایا۔

چہارم: بچوں کا احتساب کون کرے؟

بچوں کے احتساب کے ذمہ دار حضرات میں سے چھ اقسام کے لوگ درج ذیل ہیں:

۱: مسلمانوں کا امیر اور اس کے نائبین:

مسلمانوں کے سربراہ، خلیفہ، امیر یا حاکم کی ذمہ داری ہے کہ وہ بوقت ضرورت بچوں کا احتساب کرے اور اپنے نائبین کو بھی اس بات کا اہتمام کرنے کا پابند کرے۔ اس بات کے دلائل وشواہد میں سے تین درج ذیل ہیں:

ا: اللہ تعالیٰ نے اس کو مسلمانوں کا نگہبان اور محافظ بنایا ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''فَالْإِمَامُ الْأَعْظَمُ الَّذِيْ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ۔''[1]

''لوگوں کا امام اعظم نگہبان ہے اور اس کی رعیت کے بارے میں اس سے باز پرس ہوگی''۔

اور لوگوں میں بچے بھی شامل ہیں، اور ان کی نگہبانی کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے روکا جائے۔

ب: نبی کریم ﷺ بچوں کے احتساب کا خود بہت اہتمام فرمایا کرتے تھے کتاب ہذا میں اس بات کے متعدد شواہد ذکر کیے جا چکے ہیں۔

ج: امیر المومنین عمر فاروق نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے کا احتساب کیا۔

---

[1] ملاحظہ ہو: صحیح البخاري، كتاب الاحكام، باب قول الله تعالى: ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ﴾ رقم الحديث ۷۱۳۸، ۱۳/۱۱۱.

۲: باپ:

مسلمان باپ اس بات کے پابند ہیں کہ وہ اپنے بچوں کو نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔ اس بات کے دلائل وشواہد میں سے تین درج ذیل ہیں:

ا: ہر باپ اپنے گھر میں نگہبان ہے اور روزِ قیامت اس سے اہل خانہ کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ .''[1]

''آدمی اپنے اہل خانہ کا نگہبان ہے، اوراس کی رعیت کے بارے میں اس سے باز پرس ہوگی''۔

ب: اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ نے باپوں کو بچوں کے احتساب کرنے کا پابند ٹھہرایا ہے۔ کتاب ہذا میں اس بارے میں متعدد نصوص ذکر کی گئی ہیں۔

ج: سلف صالحین میں سے باپ اپنے بچوں کا احتساب کرنے کا خوب اہتمام کرتے۔ کتاب ہذا میں اس سلسلے میں حضرت ابن مسعود، حضرت حذیفہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم کے واقعات گزر چکے ہیں۔

۳: ماں:

بچوں کے احتساب کی ذمہ داری میں مائیں بھی باپوں کے ساتھ شریک ہیں۔ اس بارے میں دلائل وشواہد میں سے تین درج ذیل ہیں:

---

[1] ملاحظہ ہو: صحيح البخاري، كتاب الاحكام، باب قول الله تعالى: ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ﴾، رقم الحديث ۷۱۳۸، ۱۳/۱۱۱.

ا: نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی: ''وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى أَهْلِ بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ.''[1]

''عورت اپنے شوہر کے گھر والوں اور اس کی اولاد کی نگہبان ہے''۔

ب: بچوں کے احتساب کے سلسلے میں قرآن وسنت کی نصوص میں اولیاء کے لیے وارد خطاب میں عورتیں بھی شامل ہیں، جیسا کہ علمائے امت نے بیان کیا ہے۔

ج: خیر القرون[2] میں مسلمان مائیں اپنے بچوں کا احتساب کرتی تھیں۔ اس بارے میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہما کے واقعات کتاب ہذا میں بیان کیے جا چکے ہیں۔

۴: بچوں کی تربیت میں والدین کے نائبین:

جو حضرات بچوں کی پرورش، دیکھ بھال، تعلیم وتربیت میں ماں باپ کی نیابت کرتے ہیں، ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کے احتساب کے سلسلے میں بھی والدین کی نیابت کے فریضے کو سرانجام دیں۔ اس قسم کے لوگوں میں دادا، دادی، نانا، نانی، چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ، بڑا بھائی، بڑی ہمشیرہ وغیرہ سب حضرات شامل ہیں۔

یتیم کے سرپرست حضرات بھی ماں باپ ہی کی طرح اس بارے میں ذمہ دار

---

[1] ملاحظہ ہو: صحيح البخاري، كتاب الاحكام، باب قول الله تعالى: ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ﴾، رقم الحديث ۷۱۳۸، ۱۳/۱۱۱.

[2] بہترین زمانہ، اور وہ ہمارے نبی کریم ﷺ کا زمانہ مبارک ہے۔

ہیں، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد اور امام ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ اسی بات پر دلالت کناں ہے۔

بچوں کو تعلیم دینے والے حضرات بھی تدریس کے اوقات میں بچوں کے احتساب کا والدین کی طرح اہتمام کریں۔

۵: بچوں کے میزبان:

جن گھروں میں بچے بطور مہمان آئیں، وہاں بھی میزبان حضرات وخواتین بچوں کے احتساب میں تساہل اور کوتاہی نہ کریں۔ مہمان نوازی کے خودساختہ جھوٹے اور شیطانی آداب ان کے احتساب کی راہ میں رکاوٹ نہ بنیں۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس بارے میں کتاب ہذا میں درج ذیل دلائل وشواہد پیش کیے جا چکے ہیں:

ا: نبی کریم ﷺ کا اپنے گھر آنے والے عم زاد چھوٹے بھائی کا احتساب

ب: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا پازیبوں والی بچی کا احتساب

ج: ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا سونے کی انگوٹھی والے بچے کا احتساب

۶: عامۃ المسلمین:

عام مسلمانوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کے احتساب کا اہتمام کریں، کیونکہ فریضہ احتساب ادا کرنے کے تمام مسلمان پابند ہیں، خواہ احتساب کا تعلق بڑی عمر کے لوگوں سے ہو یا بچوں سے۔ البتہ عامۃ المسلمین دوسرے

لوگوں کے بچوں کا احتساب کرتے وقت حتی الامکان مار پٹائی اور ہاتھ سے احتساب کرنے سے گریز کریں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے احتساب کا نقصان اس کے فائدے سے تجاوز کر جائے۔وَ اللّٰہُ تَعَالَی أَعْلَمُ۔

پنجم:تنبیہات:

۱:بچوں کے احتساب کے وقت ان کے لیے ایسے وسائل،اسالیب اور چیزیں مہیا کرنے کی کوشش کی جائے جو نیک اعمال کرنے اور برے کاموں سے بچنے میں ان کی معاون اور مددگار ہوں۔حضرات صحابہ ﷺ روزے کے دوران بچوں کو کھانے سے دور رکھنے کے لیے روئی کے کھلونے بنا کر انہیں تھما دیتے تھے۔

۲:ممنوعہ چیزوں سے بچوں کو روکتے وقت ان کے لیے جائز چیزیں مہیا کرنے کا اہتمام کیا جائے۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بچے کو سونے کی انگوٹھی سے منع کرتے وقت اس کے لیے چاندی کی انگوٹھی مہیا کرنے کا اہتمام فرمایا۔

۳:بچوں کے احتساب کے دوران عام حالات میں سختی اور مار پٹائی سے اجتناب کیا جائے،صرف بوقت ضرورت ہی خوب سوچ سمجھ کر اس کا استعمال کیا جائے۔

۴:دوران احتساب مارتے وقت شرعی آداب وضوابط کو ملحوظ رکھا جائے۔

۵:غلط کام کو ہاتھ سے بدلنے اور مارنے کے درجات صرف حکام،والدین اور ان کے نائب حضرات استعمال کریں۔

۶: سرپرست حضرات اور والدین ان لوگوں کی باتوں کی طرف کوئی توجہ نہ دیں جو بچوں کی صغرسنی کے سبب بچوں کا احتساب ترک کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو صدقہ کی کھجور کھا لینے دینے کی تجویز کو مسترد فرما دیا۔

اپیل:

اس موقع پر راقم السطور اپیل کرتا ہے کہ

- علمائے امت اور داعیان حق لوگوں کے سامنے بچوں کے احتساب کی اہمیت کو واضح کریں اور انہیں اس فریضے کے ادا کرنے کی ترغیب دیں۔

- والدین اور سرپرست حضرات بچوں کو بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا اہتمام کریں۔

- محتسب حضرات بچوں کے احتساب پر خصوصی توجہ دیں۔

- اسلامی حکومتیں سرپرست حضرات کو اس بات کا پابند کریں کہ وہ اپنے اپنے بچوں کا احتساب کریں، اور اس سلسلے میں کوتاہی کرنے والوں کی باز پرس کریں اور مناسب سزائیں دیں۔

- داعیان حق اور عامۃ المسلمین غیر مسلموں کے بچوں کو محبت وشفقت سے دعوتِ اسلام دیں۔

- [الحسبۃ] کے مضمون [Subject] کی اہمیت کے پیش نظر عالم اسلام کی جامعات کے ذمہ دار حضرات اس کی تدریس اپنے ہاں شروع کروائیں۔ اس

سلسلے میں سعودی جامعات کے تجربے سے استفادہ کیا جائے جہاں کہ بی۔اے اور ایم۔اے کے مراحل میں اس کی تدریس ہو رہی ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَى نَبِيِّنَا وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَتْبَاعِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ. وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ .

١ـ "الآداب الشرعية والمنح المرعية" للشيخ محمد بن مفلح المقدسي ، نشر : مكتبة الرياض الحديثة الرياض .

٢ـ "أحكام القرآن" للإمام أبي بكر الجصاص ، ط : دار الفكر بيروت ، بدون الطبعة وسنة الطبع .

٣ـ "أحكام القرآن" للقاضي أبي بكر ابن العربي ، ط : دار المعرفة بيروت ، بدون الطبعة وسنة الطبع ، بتحقيق الأستاذ علي محمد البجاوي .

٤ـ "إحياء علوم الدين" للشيخ أبي حامد الغزالي ، ط : دار المعرفة بيروت ، سنة الطبع ١٤٠٣هـ .

٥ـ "الأدب المفرد" للإمام محمد بن إسماعيل البخاري ، ط : عالم الكتب بيروت ، الطبعة الثانية ١٤٠٥هـ ، بترتيب وتقديم الأستاذ كمال يوسف الحوت .

٦ـ "اقتضاء الصراط المستقيم لمخالفة أصحاب الجحيم" لشيخ الإسلام ابن تيمية ، ط : على نفقة صاحب السمو الملكي الأمير سلطان بن عبد العزيز آل سعود ، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ ، بتحقيق د ـ ناصر بن عبد الكريم العقل .

٧ـ "إكليل الكرامة في تبيان مقاصد الإمامة" للشيخ سيد صديق حسن خان القنوجي ، بدون اسم الناشر ، الطبعة الأولى ١٤١١هـ .

٨ـ "الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر" لشيخ الإسلام ابن تيمية ، ط : دار الكتاب الجديد بيروت ، الطبعة الأولى ١٣٩٦ هـ ، بتحقيق د ـ صلاح الدين المنجد.

٩ـ "الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر" للحافظ أبي بكر الخلّال ، ط : المكتب

الإسلامي ، الطبعة الأولى ١٤١٠ هـ ، بتحقيق الشيخين مشهور حسن محمود سلمان وهشام بن إسماعيل السقا .

١٠ ـ "بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع" للإمام أبي بكر الكاساني ، ط : دار الكتاب العربي بيروت ، الطبعة الثانية ١٤٠٢ هـ .

١١ ـ "بذل المجهود شرح سنن أبي داود" للشيخ خليل أحمد السهارنفوري ، ط : دار الكتب العلمية بيروت ، بدون الطبعة وسنة الطبع .

١٢ ـ "بذل النصائح الشرعية فيما على السلطان وولاة الأمور وسائر الرعيّة" للعلّامة أبي حامد محمد بن أحمد المقدسي ، بتحقيق الشيخ سالم بن طعمه الشمري، رسالة الماجستير ، أجيزت من قبل كلية الدعوة والإعلام بالرياض عام ١٤١٦ هـ .

١٣ ـ "تحرير ألفاظ التنبيه" أو "لغة الفقه" للإمام النووي ، ط : دار القلم دمشق ، الطبعة الأولى ١٤٠٨ هـ، بتحقيق الأستاذ عبدالغني الدقر .

١٤ ـ "تحفة الأحوذي شرح جامع الترمذي" للشيخ محمد عبد الرحمن المباكفوري ، ط : دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة الأولى ١٤١٠ هـ .

١٥ ـ "التشريع الجنائي الإسلامي" للأستاذ عبدالقادر عودة ، ط : دار الكتاب العربي بيروت ، بدون الطبعة وسنة الطبع .

١٦ ـ "تفسير التحرير والتنوير" للشيخ محمد طاهر ابن عاشور ، ط : الدار التونسية للنشر تونس ، بدون الطبعة ، سنة الطبع ١٣٩٩ هـ .

١٧ ـ "تفسير القاسمي" المسمّى بـ "محاسن التأويل" للعلّامة محمد جمال الدين القاسمي ، ط : دار الفكر بيروت ، الطبعة الثالثة ١٣٩٨ هـ ، بتحقيق الشيخ محمد فؤاد عبد الباقي .

١٨ـ "تفسير القرطبي" المسمّى بـ "الجامع لأحكام القرآن" للشيخ أبي عبد الله القرطبي، ط : دار إحياء التراث العربي بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع .

١٩ـ "التفسير الكبير" المسمّى بـ "مفاتيح الغيب" للشيخ فخر الدين الرازي، ط: دار الكتب العلمية طهران، الطبعة الثالثة، بدون سنة الطبع .

٢٠ـ "تفسير ابن كثير" المسمّى بـ "تفسير القرآن العظيم" للحافظ ابن كثير، ط : دار الفيحاء دمشق، ودار السلام الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٣ هـ، بتقديم الشيخ عبد القادر الأرناؤوط .

٢١ـ "التلخيص" للحافظ الذهبي، ط : دار المعرفة بيروت، الطبعة الثانية، بدون الطبعة وسنة الطبع .

٢٢ـ "تنبيه الغافلين عن أعمال الجاهلين" للشيخ ابن النّحاس الدمشقي، ط : دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٧ هـ، بتحقيق الأستاذ عماد الدّين عباس سعيد .

٢٣ـ "جامع الترمذي" (المطبوع مع شرحه تحفة الأحوذي) للإمام أبي عيسى محمد ابن عيسى الترمذي، ط : دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٠ هـ .

٢٤ـ "جامع العلوم والحكم في شرح خمسين حديثاً من جوامع الكلم" للحافظ ابن رجب الحنبلي، ط : مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الثالثة ١٤١٢ هـ، بتحقيق الأستاذين شعيب الأرناؤوط وإبراهيم باجس .

٢٥ـ "جوامع الآداب في أخلاق الأنجاب" للشيخ جمال الدين القاسمي، ط : مؤسسة قرطبة مدينة الأندلس، الهرم، بدون الطبعة وسنة الطبع .

٢٦ـ "الحسبة : تعريفها، ومشروعيتها ووجوبها" لـ فضل إلهي، ط : إدارة ترجمان

الإسلام ججرانواله باكستان ، الطبعة الثالثة ١٤١٤ هـ .

٢٧ـ "دقائق التفسير الجامع لتفسير الإمام ابن تيمية" ، ط : مؤسسة علوم القرآن دمشق ، الطبعة الثالثة ١٤٠٦ هـ ، بتحقيق د : محمد السيد الجليند .

٢٨ـ "ردّ المحتار على الدر المختار" للعلامة محمد أمين بن عمر بن عابدين ، ط : دار إحياء التراث العربي بيروت ، الطبعة الثانية ١٤٠٧ هـ .

٢٩ـ "رياض الصالحين" للإمام النووي ، ط : مؤسسة الرسالة بيروت ، الطبعة الثامنة ١٤٠٨ هـ ، بتحقيق الشيخ شعيب الأرناؤوط .

٣٠ـ "زاد المسير" للحافظ ابن الجوزي ، ط : المكتب الإسلامي ، الطبعة الأولى ١٣٨٤هـ .

٣١ـ "سلسلة الأحاديث الصحيحة" للشيخ محمد ناصر الدين الألباني ، ط : المكتبة الإسلامية عمان ، والدار السلفية الكويت ، الطبعة الأولى ١٤٠٣ هـ .

٣٢ـ "سنن الدار قطني" [المطبوع مع التعليق المغني] للإمام علي بن عمر الدار قطني ، ط : حديث اكادمي فيصل آباد ، بدون الطبعة وسنة الطبع .

٣٣ـ "سنن أبي داود" [المطبوع مع عون المعبود] للإمام أبي داود السجستاني ، ط : دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة الأولى ١٤١٠ هـ .

٣٤ـ "السنن الكبرى" للإمام أبي عبد الرحمن النسائي ، ط : دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة الأولى ١٤١١ هـ ، بتحقيق الأستاذين عبد الغفار سليمان البنداري وسيد كسروي حسن .

٣٥ـ "سنن ابن ماجه" للإمام أبي عبد الله محمد بن يزيد القزويني ابن ماجه ، ط : شركة الطباعة العربية السعودية ، الطبعة الثانية ١٤٠٤ هـ ، بتحقيق د ـ محمد مصطفى الأعظمي .

٣٦ـ "سنن النسائي" للإمام أبي عبد الرحمن النسائي، ط: دار الفكر بيروت، الطبعة الأولى ١٣٤٨ هـ.

٣٧ـ "سير أعلام النبلاء" للحافظ الذهبي، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٢ هـ.

٣٨ـ "شرح السنة" للإمام البغوي، ط: المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الأولى ١٣٩٠ هـ، بتحقيق الشيخين شعيب الأرناؤوط وزهير الشاويش.

٣٩ـ "شرح النووي على صحيح مسلم" للإمام النووي، ط: دار الفكر بيروت، بدون الطبعة، سنة الطبع ١٤٠١ هـ.

٤٠ـ "الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية" للإمام إسماعيل بن حمّاد الجوهري، ط: دار العلم للملايين بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٠٤ هـ، بتحقيق الأستاذ أحمد عبد الغفور عطّار.

٤١ـ "صحيح البخاري" (المطبوع مع فتح الباري) للإمام محمد بن إسماعيل البخاري، نشر وتوزيع: رئاسة إدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد بالمملكة العربية السعودية، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٤٢ـ "صحيح سنن أبي داود" صحّح أحاديثه الشيخ محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠١ هـ، بإشراف الشيخ زهير الشاويش.

٤٣ـ "صحيح سنن ابن ماجه" اختيار الشيخ محمد ناصر الدين الألباني، نشر: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض، الطبعة الثالثة ١٤٠٨ هـ.

٤٤ـ "صحيح مسلم" للإمام مسلم بن حجاج القشيري، نشر وتوزيع: رئاسة إدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد بالمملكة العربية السعودية،

بدون الطبعة ، سنة الطبع ١٤٠٠ هـ ، بتحقيق الشيخ محمد فؤاد عبد الباقي.
٤٥ـ "الطبقات الكبرى" للإمام ابن سعد ، ط : دار بيروت ، ودار صادر بيروت ، بدون الطبعة وسنة الطبع.
٤٦ـ "عمدة القاري" للعلامة بدر الدين العيني ، ط : دار الفكر بيروت ، بدون الطبعة وسنة الطبع .
٤٧ـ "عون المعبود شرح سنن أبي داود" للشيخ أبي الطيب محمد شمس الحق العظيم آبادي ، ط : دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة الأولى ١٤١٠ هـ .
٤٨ـ "غذاء الألباب لشرح منظومة الآداب" للشيخ محمد السفاريني الحنبلي ، الناشر : مكتبة الرياض الحديثة الرياض ، بدون الطبعة وسنة الطبع .
٤٩ـ "فتاوى الشيخ محمد الصالح العثيمين" إعداد وترتيب : الشيخ أشرف بن عبد المقصود بن عبد الرحيم ، ط : دار عالم الكتب الرياض ، الطبعة الأولى ١٤١١ هـ .
٥٠ـ "فتح الباري" للحافظ ابن حجر ، نشر وتوزيع : رئاسة إدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد بالمملكة العربية السعودية ، بدون الطبعة وسنة الطبع .
٥١ـ "الفتح الرباني لترتيب مسند الإمام أحمد بن حنبل" للشيخ أحمد بن عبد الرحمن البنا ، ط : دار الشهاب القاهرة ، بدون الطبعة وسنة الطبع .
٥٢ـ "فيض القدير شرح الجامع الصغير" للعلّامة عبد الرؤوف المناوي ، ط : دار المعرفة بيروت ، الطبعة الثانية ١٣٩١ هـ .
٥٣ـ "كتاب المجموع شرح المهذب للشيرازي" للإمام النووي ، التوزيع : المكتبة العالية بالفجالة ، بدون الطبعة وسنة الطبع ، بتحقيق الشيخ محمد نجيب

المطيعي .
٥٤ـ "الكنز الأكبر في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر" للشيخ عبد الرحمن ابن أبي بكر بن داود الصالحي الحنبلي ، ط . مكتبة نزار مصطفى الباز مكة المكرمة ، الطبعة الأولى ١٤١٨ هـ .
٥٥ـ "لسان العرب المحيط" للعلّامة ابن منظور الإفريقي ، ط : لسان العرب بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع ، إعداد وتصنيف : يوسف خياط .
٥٦ـ "مجمع الزوائد ومنبع الفوائد" للحافظ نور الدين الهيثمي ، ط : دار الكتاب العربي بيروت ، الطبعة الثانية ١٤٠٢ هـ .
٥٧ـ "مجموع الفتاوى" لشيخ الإسلام ابن تيمية ، جمع وترتيب : الشيخ عبد الرحمن بن محمد ابن قاسم ، ط : مكتبة المعارف المغرب ، بدون الطبعة وسنة الطبع .
٥٨ـ "المحلّى" للإمام ابن حزم ، ط : مكتبة الجمهورية العربية مصر ، بدون الطبعة ، وسنة الطبع ١٣٩٠ هـ ، بتحقيق الشيخ حسن زيدان طلبه .
٥٩ـ "مختصر سنن أبي داود" للحافظ المنذري ، ط : مكتبة السنة المحمدية ، بدون سنة الطبع ، بتحقيق الشيخ محمد حامد الفقي .
٦٠ـ "مختصر منهاج القاصدين" للإمام أحمد بن محمد المقدسي ، ط : المكتب الإسلامي ، الطبعة السابعة ١٤٠٦ هـ ، بتحقيق الشيخ زهير الشاويش .
٦١ـ "مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح" للعلّامة الملّا علي القاري ، ط : المكتبة التجارية مكة المكرمة ، بدون الطبعة وسنة الطبع ، بتحقيق الأستاذ صدقي محمد جميل العطار .
٦٢ـ "مسؤولية النساء في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر" لـ فضل إلهي ، ط :

إدارة ترجمان الإسلام جحرانواله باكستان ، الطبعة الثانية ١٤١٧ هـ .

٦٣ـ "المستدرك على الصحيحين" للإمام أبي عبد الله الحاكم ، ط : دار الكتاب العربي بيروت ، بدون الطبعة وسنة الطبع .

٦٤ـ "المسند" للإمام أحمد بن حنبل ، ط : المكتب الإسلامي ، بدون الطبعة وسنة الطبع ـ (أو : ط : دار المعارف مصر ، الطبعة الثالثة ١٣٦٨هـ) ؛ (أو ط : مؤسسة الرسالة بيروت ، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ)

٦٥ـ "المصباح المنير" للعلّامة أحمد بن محمد الفيومي المقريء ، ط : مكتبة لبنان بيروت ، بدون الطبعة ، وسنة الطبع ١٩٨٧ م .

٦٦ـ "المصنف" للإمام ابن أبي شيبة ، ط : الدار السلفية بومباي الهند ، الطبعة الأولى ١٤٠١ هـ .

٦٧ـ "المصنف" للإمام أبي بكر عبد الرزاق الصنعاني ، ط : المجلس العلمي جنوب أفريقيا ، الطبعة الأولى ١٣٩٢ هـ بتحقيق الشيخ حبيب الرحمن الأعظمي .

٦٨ـ "معالم السنن" للإمام أبي سليمان الخطابي ، ط : المكتبة العلمية بيروت ، الطبعة الثانية ١٤٠١ هـ .

٦٩ـ "معالم القربة في أحكام الحسبة" للشيخ ابن الأخوة ، ط : الهيئة المصرية العامة للكتاب ، سنة الطبع ١٩٧٦م ، بتحقيق الأستاذين محمد محمود شعبان وصديق أحمد عيسى المطيعي .

٧٠ـ "المعجم الوسيط" للأساتذة إبراهيم مصطفى وأحمد حسن الزيّات وحامد عبد القادر ومحمد علي النجار ، ط : دار الدعوة تركية ، بدون الطبعة ، وسنة الطبع ١٩٨٠ م .

٧١ـ "المغني" للإمام ابن قدامة ، ط : هجر للطباعة والنشر القاهرة ، الطبعة الأولى ١٤٠٦ هـ ، بتحقيق ١ .د . عبد الله بن عبد المحسن التركي ود . عبد الفتاح محمد الحلو .

٧٢ـ "المفردات في غريب القرآن" للإمام الراغب الأصفهاني ، ط : دار المعرفة بيروت ، بدون الطبعة وسنة الطبع ، بتحقيق الأستاذ محمد سيد كيلانى .

٧٣ـ "الموطأ" للإمام مالك بن أنس ، ط : دار إحياء التراث العربي ، بدون الطبعة وسنة الطبع ، بتحقيق الشيخ محمد فؤاد عبد الباقي .

٧٤ـ "نزهة الخواطر في توضيح نخبة الفكر" للحافظ ابن حجر ، ط ـ قرآن محل كراتشي باكستان ، بدون الطبعة وسنة الطبع .

٧٥ـ "نصاب الاحتساب" للشيخ عمر بن محمد بن عوض السنامي ، ط : دار العلوم الرياض ، الطبعة الأولى ١٤٠٢ هـ ، بتحقيق د ـ موئل يوسف عز الدين .

٧٦ـ "نهاية الرتبة في طلب الحسبة" للشيخ عبد الرحمن بن نصر الشيزري ، ط : دار الثقافة بيروت ، الطبعة الثانية ١٤٠١ هـ ، بتحقيق د ـ السيد الباز العريني .

٧٧ـ "النهاية في غريب الحديث والأثر" للإمام ابن الأثير ، ط : المكتبة الإسلامية ، الطبعة الأولى ١٣٨٣ هـ ، بتحقيق الأستاذين محمود محمد الطناحي ، وطاهر أحمد الزاوي .

٧٨ـ "نيل الأوطار شرح منتقى الأخبار" للإمام محمد بن علي الشوكاني ، نشر وتوزيع : رئاسة إدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد بالمملكة العربيه السعوديه ، الطبعة الأولى ١٤٠٢ هـ .

٧٩ـ "هامش صحيح مسلم" للشيخ محمد فؤاد عبد الباقي ، نشر وتوزيع : رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد بالمملكة العربية السعودية ،

بدون الطبعة ، وسنة الطبع ١٤٠٠هـ .

٨٠ـ "هـامش المسند" للشيخ أحمد محمد شاكر ، ط : دار المعارف مصر ، الطبعة الثالثة ١٣٦٨ هـ .

٨١ـ "هـامش الـمسـنـد" لـلشيخ شعيب الأرناؤوط وزملائه ، ط : مؤسسة الرسالة بيروت ، الطبعة الأولى ١٤١٣ هـ .

مؤلف کی عربی مولفات

١۔ التدابير الواقية من الزنا فى الفقه الإسلامي
٢۔ التدابير الواقية من الربا في الإسلام
٣۔ حب النبي ﷺ وعلاماته
٤۔ رسائل حب النبی ﷺ
٥۔ الحسبة: تعريفها ومشروعيتها ووجوبها
٦۔ الحسبة فى العصر النبوي وعصر الخلفاء الراشدين رضي الله عنهم
٧۔ شبهات حول الأمر بالمعروف والنهى عن المنكر
٨۔ الحرص على هداية الناس (فى ضوء النصوص وسير الصالحين)
٩۔ من صفات الداعية: اللين والرفق
١٠۔ مسؤولية النساء فى الأمر بالمعروف والنهى عن المنكر (فى ضوء النصوص و سير الصالحين)
١١۔ مفاتيح الرزق (فى ضوء الكتاب والسنة)
١٢۔ فضل آية الكرسي وتفسيرها
١٣۔ من صفات الداعية:مراعاة أحوال المخاطبين(في ضوء الكتاب والسنة)
١٤۔ أهمية صلاة الجماعة (في ضوء النصوص وسير الصالحين)
١٥۔ حكم الإنكار فى مسائل الخلاف
١٦۔ قصة بعث أبي بكر جيش أسامة رضي الله عنهما (دراسة دعوية)
١٧۔ الاحتساب على الوالدين: مشروعيته، ودرجاته، وآدابه
١٨۔ الاحتساب على الأطفال
١٩۔ السلوك وأثره في الدعوة إلى اللّٰه تعالٰى
٢٠۔ فضل الدعوة إلى اللّٰه تعالٰى
٢١۔ من تصلي عليهم الملائكة ومن تلعنهم
٢٢۔ إبراهيم عليه الصلاة والسلام أباً
٢٣۔ مختصر حب النبي ﷺ و علاماته
٢٤۔ النبي الكريم صلى اللّٰه عليه و سلم معلما
٢٥۔ ركائز الدعوة إلى اللّٰه تعالٰى
٢٦۔ شناعة الكذب و أنواعه
٢٧۔ الأذكار النافعة
٢٨۔ التقوى

مصنف کی اردو تالیفات

۱۔ نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم

۲۔ اذکار نافعہ

۳۔ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری

۴۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق شبہات کی حقیقت

۵۔ والدین کا احتساب

۶۔ بچوں کا احتساب

۷۔ فضائل دعوت

۸۔ لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی

۹۔ ابراہیم علیہ السلام بحیثیت والد

۱۰۔ مسائل قربانی

۱۱۔ مسائل عیدین

۱۲۔ رزق کی کنجیاں

۱۳۔ نبی کریم ﷺ سے محبت اور اس کی علامتیں

۱۴۔ نبی کریم ﷺ سے محبت کے اسباب

۱۵۔ فرشتوں کا درود پانے والے اور لعنت پانے والے

۱۶۔ تقویٰ

۱۷۔ جھوٹ کی سنگینی اور اقسام

اور اُسؑ کی علامتیں

اس کتاب میں توفیق الٰہی سے درج ذیل سوالات کے جوابات پیش کیے گئے ہیں:

- نبی کریم ﷺ سے محبت کا حکم کیا ہے؟
- آنحضرت ﷺ سے محبت کے دنیا وآخرت میں کیا فوائد وثمرات ہیں؟
- آنحضرت ﷺ کی محبت کی علامات کیا ہیں؟
- حضرات صحابہ ان علامتوں کے اعتبار سے کیسے تھے؟
- ہم ان نشانیوں کے اعتبار سے کیسے ہیں؟

فضائلِ دعوت

کتاب کا مرکزی موضوع:

دعوت دین کی شان وعظمت کے بارے میں ۲۳ باتوں کا بیان، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

★ امام الانبیاء ﷺ کا مقصد بعثت دعوتِ دین ★ اتباع نبی کریم ﷺ کا امتیازی وصف دعوت دین ★ دعوت دین کی فرضیت ★ بہترین اُمت ہونے کا ایک بنیادی سبب دعوت دین ★ حصول کامیابی کی ایک اساسی شرط دعوت دین ★ نصرت اُمت کی ایک موثر چابی دعوت دین ★ داعی کا عمل کرنے والے کے برابر اجر پانا ★ ثواب داعی کا بعد از وفات جاری رہنا دعوت دین کا جہاد ہونا

کتاب کے نمایاں خصائص:

- اساس کتاب قرآن وسنت
- نصوص سے استدلال میں حضرات مفسرین اور محدثین سے استفادہ
- غیر ثابت شدہ روایات سے مکمل احتراز

مولف کے قلم سے

جھوٹ کی سنگینی اور اقسام

توفیق الٰہی سے اس کتاب میں (جھوٹ) کے حوالے سے درج ذیل چار پہلوؤں کو واضح کیا گیا ہے۔

- جھوٹ کی سنگینی کے متعلق بارہ باتیں
- جھوٹ چھوڑنے کا عظیم الشان صلہ
- جھوٹ کی چودہ اقسام
- جھوٹ بولنے کی اجازت کے مواقع

کتاب کی خصوصیات

- ★ اساس کتاب قرآن وسنت
- ★ آیات واحادیث سے اعتدال میں تفاسیر وشروح حدیث سے استفادہ
- ★ غیر ثابت شدہ روایات سے اجتناب
- ★ غیر متعلقہ سے گریز

مصنف کے قلم سے

تقویٰ
اہمیت، برکات، اسباب

توفیق الٰہی سے اس کتاب (تقویٰ) کے حوالے سے درج ذیل تین گوشوں کو اجاگر کیا گیا ہے۔

- تقویٰ کی اہمیت چودہ پہلوؤں سے
- تقویٰ کے انیس فوائد وبرکات
- متقی بننے کے لئے پندرہ اسباب

کتاب کی خصوصیات

- ★ اساس کتاب قرآن وسنت
- ★ آیات واحادیث سے استدلال میں تفاسیر اور شروح حدیث سے استفادہ
- ★ غیر ثابت شدہ روایات سے اجتناب
- ★ غیر متعلقہ موضوعات کے متعلق گفتگو سے گریز

رزق کی کنجیاں

فرشتوں کا درود پانے والے اور لعنت پانے والے

نبی کریم ﷺ سے محبت

مسائل عیدین

مسائل قربانی

فضائل دعوت

ابراہیم علیہ السلام بحیثیت والد

لشکر اسامہ کی روانگی